

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

چہل حدیث

(برائے خواتین)

زیر سرپرستی

حضرت مولانا مفتی محمد جمال الدین صاحب قاسمی دامت برکاتہم
نائب شیخ الحدیث دارالعلوم حیدرآباد

مرتب

محمد عبدالعلیم قاسمی

خادم کتب الایمان حیدرآباد

جملہ حقوق محفوظ ہیں

| | |
|-------------|--|
| نام رسالہ | چہل حدیث برائے خواتین |
| زیر سرپرستی | حضرت مولانا مفتی جمال الدین صاحب قاسمی دامت برکاتہم |
| نام مرتب | محمد عبدالعلیم قاسمی خدام کتب الایمان پورا پنڈہ حیدرآباد |
| صفحات | فون نمبر: 9063802770 ۸۰ |

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی و علمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل

حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان

درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین
ٹیلیگرام چینل

فہرست مضامین

| | |
|----|---|
| ۶ | تقریظ: والد گرامی قدر حضرت مولانا مفتی محمد جمال الدین صاحب قاسمی |
| ۸ | تقریظ: حضرت مولانا مفتی ابوبکر جابر صاحب قاسمی |
| ۹ | تقریظ: مفتی محمد منیر صاحب قاسمی |
| ۱۱ | عرض مرتب |
| ۱۵ | حدیث نمبر ۱: ایمان و عقیدہ کی حفاظت کیجیے |
| ۱۷ | حدیث نمبر ۲: شرک سے بالکل دور رہیے |
| ۱۹ | حدیث نمبر ۳: نبی کریم ﷺ سے محبت رکھیے |
| ۲۱ | حدیث نمبر ۴: نماز پابندی سے پڑھیے |
| ۲۳ | حدیث نمبر ۵: نماز گھر میں پڑھنا افضل ہے |
| ۲۵ | تمرینی سوالات |
| ۲۶ | حدیث نمبر ۶: زکوٰۃ ادا کیجیے |
| ۲۷ | حدیث نمبر ۷: صدقہ دیتے رہیے |
| ۲۸ | حدیث نمبر ۸: رمضان کا مہینہ نیک اعمال میں گزارے |
| ۳۰ | حدیث نمبر ۹: اخیر عشرے کا اعتکاف کیجیے |
| ۳۲ | حدیث نمبر ۱۰: حج میں تاخیر نہ کیجیے |

- ۳۳ * تمرینی سوالات
- ۳۴ * حدیث نمبر ۱۱: قربانی کا فریضہ ادا کیجیے
- ۳۵ * حدیث نمبر ۱۲: قرآن سے رشتہ مضبوط کیجیے
- ۳۶ * حدیث نمبر ۱۳: کچھ مخصوص سورتوں اور آیات کی تلاوت کا معمول بنائیے
- ۳۷ * حدیث نمبر ۱۴: زبان سے غلط باتیں مت نکالیے
- ۳۸ * حدیث نمبر ۱۵: غیبت نہ کیجیے
- ۴۰ * تمرینی سوالات
- ۴۱ * حدیث نمبر ۱۶: چغل خوری مت کیجیے
- ۴۲ * حدیث نمبر ۱۷: دنیا سے دل مت لگائیے
- ۴۳ * حدیث نمبر ۱۸: زبان کو ذکرِ الہی سے تر رکھیے
- ۴۴ * حدیث نمبر ۱۹: جو ہے اس پر راضی رہیے
- ۴۵ * حدیث نمبر ۲۰: حسد کی آگ میں مت جلیے
- ۴۷ * تمرینی سوالات
- ۴۸ * حدیث نمبر ۲۱: دل میں کینہ مت پالیے
- ۴۹ * حدیث نمبر ۲۲: کنجوسی مت کیجیے
- ۵۱ * حدیث نمبر ۲۳: صفائی ستھرائی کا خیال رکھیے
- ۵۲ * حدیث نمبر ۲۴: پڑوسیوں کے ساتھ اچھا سلوک کیجیے
- ۵۳ * حدیث نمبر ۲۵: جھوٹ مت بولیے
- ۵۵ * تمرینی سوالات

- ۵۶ * حدیث نمبر ۲۶: با حیا زندگی گزارے
- ۵۷ * حدیث نمبر ۲۷: صبر و شکر کی عادت ڈالے
- ۵۸ * حدیث نمبر ۲۸: اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے رہے
- ۶۰ * حدیث نمبر ۲۹: حرام لقمے سے بچے
- ۶۱ * حدیث نمبر ۳۰: کسی پر ظلم مت کیجیے
- ۶۳ * تمرینی سوالات
- ۶۴ * حدیث نمبر ۳۱: پردہ شرعی کا پہلا درجہ
- ۶۵ * حدیث نمبر ۳۲: پردہ شرعی کا دوسرا درجہ
- ۶۷ * حدیث نمبر ۳۳: پردہ شرعی کا تیسرا درجہ
- ۶۸ * حدیث نمبر ۳۴: اجنبی مردوں سے میل جول نہ رکھیے
- ۷۰ * حدیث نمبر ۳۵: نکاح سنت کے مطابق کیجیے
- ۷۱ * تمرینی سوالات
- ۷۲ * حدیث نمبر ۳۶: شوہر کی خدمت و اطاعت کیجیے
- ۷۳ * حدیث نمبر ۳۷: اولاد کی دینی تربیت پر توجہ دیجیے
- ۷۵ * حدیث نمبر ۳۸: طلاق و خلع میں جلد بازی نہ کیجیے
- ۷۶ * حدیث نمبر ۳۹: رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کیجیے
- ۷۸ * حدیث نمبر ۴۰: علم حاصل کیجیے
- ۷۹ * تمرینی سوالات
- ۸۰ * مراجع و ماخذ

تقریظ

والد گرامی قدر حضرت مولانا مفتی محمد جمال الدین صاحب قاسمی دامت برکاتہم
نائب شیخ الحدیث و صدر مفتی دارالعلوم حیدر آباد

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم، اما بعد!

اولاد کی تربیت کا پہلا مرکز ماں کی گود ہے، اسی کے آغوش میں بچہ بہت سی بنیادی باتیں سیکھتا ہے، اور عام طور پر بچپن میں سیکھے ہوئے یہ نقوش اس کے ذہن و دماغ پر اس طرح مرتسم ہو جاتے ہیں کہ مرتے دم تک اس کے اثرات باقی رہتے ہیں؛ اس لیے سب سے پہلے ضرورت ماؤں کی تربیت کی ہے، اگر مائیں ہی غیر تربیت یافتہ اور تہذیبی اقدار سے نا آشنا رہیں گی تو نسل نو کی تعمیر میں کوئی کردار ادا نہیں کر سکیں گی؛ بلکہ کچھ بعید نہیں کہ نئی نسل کی تخریب میں سب سے زیادہ انہی کا رول رہے۔

خیر القرون کی تاریخ پر نظر ڈالی جائے تو یہ بات یقین سے کہی جاسکتی ہے کہ اکابر و اسلاف کی تربیت میں ان کی ماؤں کی تربیت کا بڑا دخل رہا ہے، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا واقعہ تو مشہور ہے کہ حجاج نے جب مکہ پر حملہ کر دیا تھا اور جنگ آخری مراحل میں تھی تو ابن زبیر رضی اللہ عنہ اپنی والدہ حضرت اسماء بنتی النبیہا کے پاس گئے، اس وقت آپ نے جو نصیحتیں فرمائیں اور شجاعت و بہادری نیز شہادت کے جذبے کو جس طرح مہمیز کیا وہ ہر ایک خاتون کے لیے قابل عبرت ہے۔ (تاریخ ابن خلدون ۳/۵۰)

امام شافعی رحمہ اللہ جو فقہ کے امام ہیں، چار مکاتب فقہیہ میں سے ایک مستقل مکتب فکر آپ کا ہے، جو دنیا کے ایک معتد بہ حصہ میں رائج ہے ان کی تعلیم و تربیت میں بھی ماں کا بڑا کردار رہا تھا، حتیٰ کہ ایک موقع پر جب تعلیمی اخراجات کے لیے پیسے نہ تھے تو ماں نے اپنا گھر گروی رکھ کر ان اخراجات کی بھرپائی کی۔ (تاریخ دمشق لابن عساکر ۵۱/۲۸۳)

اس طرح کی مثالیں بہ کثرت تاریخ میں مل جائیں گی، موجودہ دور جو کہ فتنوں کا

دور ہے، قدم قدم پر خواہشات کا زور ہے، جگہ جگہ گناہوں کے محرکات ہیں، بالخصوص عورتوں کے مابین فکری و عملی گمراہیاں تیزی سے پھیل رہی ہیں، ایسے پر آشوب حالات میں ہر مسلمان عورت کو اپنی اصلاح و تربیت سے متعلق فکر مند ہونا چاہیے اور اپنی زندگی شریعت و سنت کے مطابق گزارنے کی کوشش کرنا چاہیے۔

اسی پس منظر میں بندے نے عزیزم مفتی محمد عبدالعلیم قاسمی زید علمہ و فضلہ استاذ تفسیر و فقہ ادارہ کھف الایمان بورا بندہ حیدر آباد۔ جو اس سے پہلے شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم کی مایہ ناز عربی کتاب فقہ البیوع کا ترجمہ کر چکے ہیں، نیز مستورات کی مسنون نماز، وظائفِ اعضاء اور مساجد کا کردار نامی کتابچے بھی ترتیب دیے ہیں۔ سے کہا کہ چہل حدیث کے طرز پر ایسا کتابچہ ترتیب دیا جائے جس میں اصلاح و تربیت کے ضروری پہلو سامنے آجائیں؛ تاکہ پڑھنے والیوں کے زندگی میں صالح انقلاب آسکے، چنانچہ موصوف نے بڑی محنت سے یہ کتابچہ تیار کیا، بحمد اللہ اس میں ارکان اسلام پر بھی گفتگو ہے، محاسن اور اچھے اوصاف کا بھی ذکر ہے، حقوق کی بھی وضاحت کی گئی ہے، رذائل اور بری عادات جو عورتوں میں زیادہ رائج ہیں کا بھی بیان ہے، زبان عام فہم اور اسلوب دل نشیں ہے اور کتابچہ حوالہ جات سے مزین ہے۔

اللہ تعالیٰ موصوف کی اس کاوش کو قبول کرے، مزید دینی خدمات انجام دینے کی توفیق عطا فرمائے اور اس کتابچے کو قارئین و قارئات کی زندگیوں میں صالح انقلاب کا ذریعہ بنائے، آمین۔

محمد جمال الدین قاسمی

خادم دارالعلوم حیدر آباد

۱۵/۱۱/۱۴۴۵ھ

۲۴/۵/۲۰۲۴ء

تقریظ

حضرت مولانا مفتی محمد ابوبکر جابر صاحب قاسمی عمت فیوہم

ناظم ادارہ کہف الایمان بورا بندہ حیدر آباد

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم، اما بعد!

سب مانتے اور بولتے رہتے ہیں کہ مرد پڑھا فرد پڑھا، عورت پڑھی خاندان پڑھا، خواتین نے اپنی قربانیوں سے علماء و مجددین کو پیدا کیا، دینی محنتوں میں مختلف وجوہات سے لڑکیوں کو نظر انداز کیا جاتا ہے، دینی مجالس و جلسوں میں بھی عورتوں کو نظر انداز کیا جاتا ہے، ان کا اور ان کے مسائل کا ذکر نہیں کیا جاتا، چالیس احادیث یاد کرنا آسان ہے، بچیوں کو دلچسپی بھی جلد پیدا ہو جاتی ہے، پھر ساری احادیث خواتین سے جڑی ہوئی ہیں۔

خدا تعالیٰ ہمارے فعال مدرس مفتی عبد العظیم قاسمی حفظہ اللہ کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے اپنے عظیم والد کے حکم کی سعادت سمجھ کر تکمیل کی، ہمیں ان کے مزید علمی و تحقیقی کارناموں کی بہت سی توقعات ہیں، پروردگار عالم اسے تکمیل تک پہنچائے اور شرمندہ تعبیر کرے۔

راقم

مفتی ابوبکر جابر قاسمی

۱۰/ ذی قعدہ ۱۴۴۵ھ

۱۸/ مئی ۲۰۲۳ء

تقریظ

مولانا مفتی محمد منیر صاحب قاسمی زید مجدہ

صدر مدرس ادارہ کھف الایمان بورا بندہ حیدر آباد

علمائے کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم میں مسلمان مرد بھی داخل ہے اور مسلمان عورت بھی داخل ہے، حکیم الامت مولانا تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تجربہ سے یہ بات ثابت ہے کہ مردوں کا عالم بن جانا بھی عورتوں کے دین دار بننے کے لیے کافی نہیں ہے، ان کو مستقل دین سکھانے کی ضرورت ہے، علامہ اقبال رحمہ اللہ نے فرمایا کہ عورتیں تہذیب و تمدن کی جڑ ہیں، جڑ کی پرورش اور نگہداشت کے بغیر درخت، تناء، پھولوں اور پھلوں کی حفاظت کا تصور نہیں ہو سکتا ہے۔

عورت کی دین داری سے گھر اور خاندان میں دین داری آتی ہے، بچوں کی تربیت، معاشرت و عائلی مسائل میں استحکام آتا ہے، عورت بنتی ہے تو گھر بنتا ہے، افراد بنتے ہیں، رجال تیار ہوتے ہیں، معاشرے کی اصلاح ہوتی ہے، قومیں کھڑی ہوتی ہیں اور ملک ترقی کرتا ہے، نیولین کا مشہور قول ہے: تم اچھی مائیں لا کر دو میں تمہیں اچھی قوم لا کر دوں گا، دنیا کی تاریخ و مشاہدات گواہ ہیں کہ دنیا کے انقلابات میں عورتوں کا کافی دخل ہے، انقلابات گلی کوچوں میں نہیں؛ بلکہ ماؤں کی گودوں میں آتے ہیں۔

عورتوں میں دین داری نہ ہونے سے گھروں میں فضول خرچی، بدعات و رسومات میں اصرار، بچوں پر یا تو مار پیٹ یا آزادی، ساس سسر سے بدتمیزی، بہوؤں پر ظلم یا نا انصافی، شوہر کی نافرمانی، خلع کے مطالبے، بے پردگی، آزادی و فیشن پرستی کا مرض، ملازمت اور گاڑیوں کا شوق وغیرہ یہ سب خرابیاں عورت کی بے دینی پر مرتب ہوتی ہیں؛ اس لیے عورتوں میں دین داری پیدا کرنے کے جتنے جائز اور مناسب طریقے ہو سکتے ہیں اس کو اختیار کرنے کی کوشش کرنا ہماری ذمہ داری ہے۔

میرے رفیق تدریس مفتی عبدالعلیم صاحب قاسمی حفظہ اللہ (جنہوں نے فقہ البیوع کا ترجمہ کیا، اور مستورات کی مسنون نماز نامی کتابچہ مرتب کیا، ادارہ کہف الایمان میں فارسی، فقہ، منطق اور بلاغت کی کتابوں کے استاذ ہیں) نے کافی محنت کے ساتھ خواتین کے اصلاحی اور معاشرتی آداب سے متعلق ۴۰ / احادیث مع ترجمہ و ضروری تشریح کو مرتب کر کے مذکورہ ضرورت کو پورا کرنے کی کوشش کی ہے۔

۴۰ / کے عدد کی اہمیت سیرت و تاریخ سے سمجھ میں آتی ہے، ۴۰ / سال تکمیل جوانی اور پختہ عمر میں داخل ہونے کے مترادف ہے، اکثر انبیاء کو اسی عمر میں نبوت عطا کی گئی، ۴۰ / دن میں تخلیق انسانی میں تبدیلی آتی ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو توریت عطا کرنے ۴۰ / دن کی تکمیل کروائی گئی، حضرت یونس ۴۰ / دن مچھلی کی پیٹ میں رہے، ۴۰ / دن تکبیر تحریمہ کے ساتھ نماز ادا کرنے پر جہنم اور نفاق سے براءت کا اعلان احادیث میں آیا ہے، نبی رحمت ﷺ کا ارشاد ہے: من حفظ علی أمتی أربعین حدیثاً من أمر دینہا بعثہ اللہ یوم القیامۃ فی زمرة الفقہاء۔ اس حدیث کے پیش نظر مبتدی عوام و خواص کے لیے مختلف عناوین کے تحت ۴۰ / احادیث کو جمع کیا ہے، بعضوں نے توحید و صفات کے اثبات کے بیان میں، بعضوں نے ختم نبوت، بعضوں نے احکام و عبادات پر تو بعضوں نے فضائل قرآن و درود و سلام پر، بعضوں نے علوسند اور صحت سند اور بعضوں نے جہاد کے بارے میں احادیث کو جمع کیا ہے، مفتی عبدالعلیم صاحب نے والد محترم کے حکم سے روزمرہ پیش آنے والے خواتین کے اصلاحی و معاشرتی آداب سے متعلق احادیث کا قیمتی ذخیرہ جمع کیا ہے، اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ اپنی بارگاہ میں اس کاوش کو قبول فرما کر ذریعہ نجات بنائے، آمین بجاہ سید المرسلین۔

محمد منیر

۱۳ / ذی قعدہ ۱۴۲۵ھ

مطابق ۲۲ / مئی ۲۰۲۲ء

عرض مرتب

چالیس احادیث کے مجموعے کو عربی زبان میں الاربعین اور اردو میں چہل حدیث سے تعبیر کیا جاتا ہے، حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ (متوفی: ۱۸۱ھ) سے اربعین نویسی کا جو سلسلہ شروع ہوا وہ آج تک آب و تاب کے ساتھ جاری ہے، اور علمائے دین نے مختلف اصولی و فروعی، دینی و اخلاقی موضوعات پر چالیس احادیث کا مجموعہ تیار کیا اور کر رہے ہیں جن سے امت مستفید ہو رہی ہے، حتیٰ کہ ایک بڑے عالم دین حضرت مولانا عبید اللہ اسعدی دامت برکاتہم نے چہل حدیث کا ایک مجموعہ تیار کیا ہے، جس میں آپ نے ایسی چالیس احادیث جمع کی ہیں جن میں چالیس کے عدد کا ذکر آیا ہے۔

اربعین نویسی کا سب سے بڑا محرک وہ احادیث ہیں جن میں یہ فضیلت بیان کی گئی ہے کہ امور دین سے متعلق چالیس احادیث لکھنے اور جمع کرنے والا شخص قیامت کے دن علماء اور فقہاء کے زمرے میں اٹھایا جائے گا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا مستحق ہوگا اور اس سے کہا جائے گا کہ جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جاؤ۔
(شعب الایمان، رقم: ۱۵۹۶ و ۱۵۹۷، حلیۃ الاولیاء ۴/ ۱۸۹)

یہ حدیث سند کے لحاظ سے ضعیف ہے؛ لیکن تعدد طرق، نیز علماء امت کے تعامل کی وجہ سے اس کے ضعف میں کمی آگئی ہے، نیز باب فضائل سے تعلق رکھنے کی وجہ سے قابل قبول بن گئی ہے۔ (روایت، سند اور اربعین کے موضوع سے متعلق اباحت کے لیے ان کتابوں اور مضامین کی جانب مراجعت کریں:

۱- اربعین نوی اور حدیث اربعین کی تحقیق، محدث کبیر حضرت مولانا حبیب الرحمن اعظمی رحمہ اللہ۔

۲- اردو میں اربعینات، محمد عالم مختار حق۔

۳- برصغیر میں اربعینات، ڈاکٹر محمد امین۔

۴- اربعین کے موضوع پر لکھے گئے کتابچے، محمد شاہد حنیف۔

۵- مجموعہ چہل احادیث، مولانا کامران اجمل۔

۶- حدیث اربعین اور اربعینات کا تعارف، رشید احمد فریدی

خواتین کی تربیت سے متعلق زیر نظر مجموعے کی ترتیب میں بھی یہی نیت رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ بندہ کو بھی ان فضائل کا مستحق بنادیں، دوسری وجہ جو اس رسالے کی ترتیب میں محرک بنی وہ والد ماجد (اطال اللہ عمرہ مع الصحة والطاعة وادام ظله علینا) کا حکم ہے، آپ ہی کی نگرانی و سرپرستی میں یہ کام پایہ تکمیل کو پہنچا، کتابچہ مکمل ہونے کے بعد آپ نے ایک گراں قدر تقریب بھی عنایت فرمائی، اللہ تعالیٰ صحت و طاعت کے ساتھ آپ کا سایہ ہم پر دراز فرمائے اور ہمیں ان سے کامل استفادے کی توفیق نصیب فرمائے، آمین۔

رسالے کی ترتیب میں درج ذیل امور پیش نظر رہے ہیں:

- ۱- احادیث کی تشریح سے زیادہ مضمون کی وضاحت پر زور دیا گیا ہے، اور اسی وجہ سے احادیث بھی ایسی منتخب کی گئی ہیں جو واضح ہوں جن کی تشریح کی ضرورت نہ ہو۔
- ۲- عناوین کے انتخاب میں حالات حاضرہ کی رعایت کے ساتھ یہ پہلو بھی مد نظر رہا ہے کہ ان اخلاقی و روحانی امراض پر بھی مواد آجائے جو عورتوں میں زیادہ عام ہیں۔
- ۳- بہت سی آیات و احادیث کا صرف مفہوم ادا کرنے کی کوشش کی گئی ہے، عربی عبارت اور ترجمہ نقل نہیں کیا گیا ہے؛ تاکہ مضمون میں اختصار بھی رہے اور ربط بھی نہ ٹوٹے۔

۴- قرآن و حدیث اور آثار کا حوالہ دینے کا اہتمام کیا گیا ہے۔

۵- رسالے کی تحریر کے وقت جو کتب زیر نظر تھیں ان کی فہرست آخر میں ذکر کر دی گئی ہے، طوالت کے خوف سے جگہ جگہ ان کے حوالے دینے سے گریز کیا گیا ہے۔ اس کتابچہ کو ہر گھر میں ضرور پڑھا جائے، اور اس میں مندرج باتوں پر عمل کی کوشش کی جائے، امید کہ اس سے بہت حد تک عملی زندگی میں سدھار آئے گا؛ البتہ ظاہر

ہے کہ یہ ایک مختصر رسالہ ہے، جس میں عورتوں کے لیے چند دینی باتیں اصولی انداز سے خلاصے کے طور پر ذکر کر دی گئی ہیں؛ تاکہ ترغیب و تشویق پیدا ہو؛ اس لیے اس کتابچہ کے پڑھنے پر ہی اکتفا نہ کریں؛ بلکہ مستند علماء کی رہنمائی میں ان کتابوں کا انتخاب کریں جو دین کو سمجھنے اور زندگی کو شریعت کے مطابق گزارنے میں معاون ہوں، مردوں کی بھی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ گھر میں دینی باتوں کا مذاکرہ کرتے رہیں اور گھر کا ماحول اسلامی بنائیں، اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔

بڑی ناسپاسی ہوگی اگر حضرت مولانا مفتی محمد ابوبکر جابر صاحب قاسمی دامت برکاتہم ناظم ادارہ کہف الایمان بورا بندہ، حیدرآباد کا شکریہ ادا نہ کیا جائے، آپ نے اس رسالے کو جستہ جستہ دیکھا، عناوین پر نظر ڈالی، پھر قیمتی تائیدی کلمات تحریر فرمائے، آپ ہی کے مشورے سے کتابچہ میں تمرینات کا اضافہ کر دیا گیا، اسی طرح مفتی محمد منیر قاسمی زید مجدہ صدر مدرس کہف الایمان کا بھی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے رسالے کو دیکھنے کے ساتھ ساتھ ایک بہترین تحریر لکھ کر دی جس میں کتاب کے موضوع کا اجمالی تعارف آچکا ہے۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔

اخیر میں قارئین سے گزارش ہے کہ اگرچہ حتی الامکان کتابچہ کی تصحیح و تہذیب کا اہتمام کیا گیا ہے، پھر بھی بشر ہونے کے ناطے کچھ اغلاط ہو سکتی ہیں، اگر کوئی غلطی نظر آئے تو مطلع فرما کر شکریہ کا موقع عنایت کریں۔

۱۶/ ذی قعدہ ۱۴۴۵ھ

مطابق ۲۵/ مئی ۲۰۲۴ء

افسار



مرحومہ بہن (جو عالمہ اور گونا گوں کمالات کی حامل تھیں) کے نام
 جو عین جوانی میں ہی ہم سے جدا ہو گئیں، اللہ تعالیٰ انہیں غریقِ
 رحمت فرمائے اور جنت الفردوس میں ٹھکانہ نصیب کرے۔

ایمان و عقیدہ کی حفاظت کیجیے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
 اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ، وَمَلَائِكَتِهِ، وَكُتُبِهِ، وَرُسُلِهِ، وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ
 حَيْثُ وَشَرَّهٖ. (مسلم، رقم: ۸)
 ترجمہ: (ایمان یہ ہے کہ تم اللہ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں
 آخرت کے دن اور بھلی و بری تقدیر پر یقین رکھو۔

دین اسلام میں ایمان کی سب سے زیادہ اہمیت ہے، جس کے دل میں ایمان ہو وہی
 جہنم سے نجات اور جنت میں داخلہ کا مستحق ہے۔ (بخاری، رقم: ۷۳۹) اور جو شخص ایمان
 قبول نہ کرے تو اگرچہ بظاہر کتنا ہی نیک ہو اور بھلائی کے کام کرتا ہو پھر بھی وہ آخرت میں
 خسارہ اٹھائے گا اور جہنم اس کا ٹھکانہ ہوگی۔ (آل عمران: ۸۵)
 اوپر جو حدیث ذکر کی گئی اُس میں اسی ایمان کا مطلب بیان کرتے ہوئے کہا گیا کہ
 ایمان چھ چیزوں کا نام ہے، جس کو ایمان مفصل بھی کہا جاتا ہے:

۱- اللہ پر ایمان لانا، یعنی اس کی ذات اور صفات کو اسی طرح ماننا جس طرح قرآن
 اور حدیث میں بتایا گیا ہے، اس بات کا یقین رکھنا کہ اگرچہ ہم اللہ کو اپنی آنکھوں سے
 نہیں دیکھتے ہیں؛ لیکن وہ موجود ہے، اسی نے پوری کائنات کو پیدا کیا ہے اور اسی کے حکم
 سے اس کا نظام جاری و ساری ہے۔

۲- فرشتوں پر ایمان لانا، یہ ماننا کہ وہ خدا کی مخلوق ہیں، نور سے پیدا ہوئے ہیں،
 مختلف صورتوں میں ڈھل سکتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا ہر حکم بجالاتے ہیں، معصوم ہیں، ان میں
 جنس یعنی مرد و عورت نہیں ہے۔

۳- اللہ کی کتابوں پر ایمان لانا، اس کی تمام کتابوں کو حق سمجھنا، اور یہ ماننا کہ اللہ
 تعالیٰ نے اپنے بندوں کی ہدایت کے لیے مختلف پیغمبروں پر مختلف کتابیں نازل فرمائی

ہیں اور ان میں جو کچھ ہے سب حق ہے، اللہ تعالیٰ نے جس کتاب پر جس جس وقت عمل کرانا چاہا اپنے بندوں کو حکم دیا، اور اب اس نے قیامت تک صرف اپنی آخری کتاب قرآن مجید جو آخری نبی حضرت محمد ﷺ پر نازل ہوئی اس کو عمل کے لیے تجویز فرمایا ہے۔

۴- اللہ کے پیغمبروں پر ایمان لانا، کہ اللہ نے اپنے بندوں کی ہدایت کے لیے بڑی تعداد میں پیغمبر بھیجے ہیں، سب ہدایت دینے والے تھے، وہ انسان ہیں اور ساری مخلوق سے افضل ہیں، معصوم ہیں، ان سے کوئی گناہ نہیں ہو سکتا، انہوں نے جو معجزات پیش کیے ہیں وہ سب حق ہیں، ان کی شان میں ذرا سی گستاخی کفر ہے۔

سب سے آخر میں اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو خاتم النبیین بنا کر بھیجا، وہ قیامت تک سارے عالم کے واسطے اللہ کے رسول ہیں، ان کا ماننا اور ان کے لائے ہوئے احکامات پر عمل کرنا فرض اور ضروری ہے، اور انہوں نے جو عقائد بتائے ہیں ان کا ماننا فرض ہے، ان کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا، جو شخص ان کے بعد کسی کو نبی یا رسول مانے وہ کافر ہے؛ کیوں کہ اس نے قرآن کی اس آیت کا انکار کیا ہے:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ. (الاحزاب: ۴۰)

(مسلمانو! محمد ﷺ تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں، اور تمام نبیوں میں سب سے آخری نبی ہیں۔)

۵- آخرت کے دن پر ایمان لانا، یعنی قیامت آنے اور اس سے پہلے اس کی علامتوں کے پیش آنے، قبر میں سوال و جواب ہونے، مرنے کے بعد زندہ ہونے، اعمال کے حساب و کتاب، پل صراط، جنت و جہنم اور ان واقعات کو حق جاننا اور ماننا جن کا ذکر قرآن و حدیث میں قیامت کے دن اور اس کے بعد کے حالات کے سلسلے میں آیا ہے۔

۶- تقدیر پر ایمان لانا، یعنی اس کو ماننا کہ اللہ تعالیٰ نے کائناتِ عالم کے ہر بناؤ بگاڑ اور عدم و وجود کے متعلق اندازے مقرر فرمائے ہیں کہ ایسا ایسا ہوگا، جس کے حق میں

اللہ نے جو بھی خیر و شر مقرر فرمائی ہے وہ ہو کر رہے گی۔
ان چھ چیزوں پر ایمان لانا، ان کو بغیر کسی شک کے سچے دل سے ماننا ایمان ہے،
جتنے بھی عقائد اور اعمال ہیں وہ ان چھ میں آ جاتے ہیں۔

حدیث نمبر ۲

شرک سے بالکل دور رہیے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
مَنْ مَاتَ وَهُوَ يَدْعُو مِنْ دُونِ اللَّهِ نِدَاءَ النَّارِ. (بخاری، رقم: ۴۴۹۷)
ترجمہ: جو شخص اس حالت میں مرا کہ وہ اللہ کے علاوہ کسی اور شریک (کو مان کر اس
کی) عبادت کرتا تھا تو وہ جہنم میں داخل ہوگا۔

اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے میں یہ بھی داخل ہے کہ اس کی توحید کا اقرار کیا جائے، توحید کا
مطلب یہ ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جائے، اس کے علاوہ کسی کو لائق عبادت نہ
سمجھا جائے، نہ فرشتہ، نہ جن، نہ کوئی بڑے سے بڑا انسان، نہ سورج، چاند، ستارے، نہ
سمندر اور پہاڑ اور نہ کوئی درخت اور جانور، کسی اور کی عبادت نہ کرنے سے مراد یہ ہے کہ
ہر ایسے قول و عمل سے بچا جائے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی بلند و بالا ذات کے لیے خاص فرمایا
ہے اور بندگی کا شعار بنایا ہے، جیسے: کسی کے سامنے سجدہ ریز ہونا، کسی کے نام پر قربانی
کرنا یا نذریں ماننا، کسی اور کو نفع نقصان کا مالک سمجھنا وغیرہ۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کو ساری کائنات کا خالق ماننے کے بعد یہ بھی عقیدہ ہونا چاہیے کہ
وہی اس کا رخا نہ کو چلا رہا ہے، اور سارے امور اور تصرفات براہ راست اللہ تعالیٰ فرماتے
ہیں، بعض سمجھتے ہیں کہ اس نے مختلف دیویوں اور دیوتاؤں کو الگ الگ کام سپرد کر دیے
ہیں، کسی کو رزق، کسی کو علم، کسی کو طاقت اور کسی کو اولاد وغیرہ، یہ سراسر توحید کے خلاف

ہے، اور جب کائنات کا سارا نظم اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے تو پھر اسی سے دعا اور مدد طلب کرنی چاہیے، کوئی بھی ضرورت پیش آئے تو اسی کی جانب رجوع کرنا چاہیے۔ یہ کتنی بے وقوفی ہے کہ انسان ایک طرف کہے کہ وہ توحید کو مانتا ہے اور دوسری طرف ضرورت کے موقع پر اللہ تعالیٰ کے علاوہ سے - چاہے وہ نبی ہو یا فرشتہ یا بڑے سے بڑا ولی - مدد طلب کرے، آج مسلم معاشرے میں اولیاء اور ان کی قبروں کے تعلق سے بہت ہی غلو ہو چکا ہے، قبروں پر چادریں چڑھائی جاتی ہیں، ان کے آگے سجدہ کیا جاتا ہے، ان کا طواف کیا جاتا ہے، چراغاں ہوتا ہے، انہیں مشکل کشا اور حاجت روا سمجھا جاتا ہے، یہ سارے گمراہ اعمال ہیں جن سے اجتناب سخت ضروری ہے۔

توحید میں یہ یقین بھی داخل ہے کہ نفع نقصان پہنچانے والی ذات اللہ تعالیٰ کی ہی ہے، کسی اور چیز میں یہ قدرت نہیں کہ وہ کسی کا فائدہ یا نقصان کر دے، ارشادِ بانی ہے:

وَإِنْ يَتَسَوَّكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ وَإِنْ يُرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَادَّ لِفَضْلِهِ يُصِيبُ بِهِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَهُوَ الْغَفُورُ
الرَّحِيمُ.

(یونس: ۱۰۷)

اور اگر تمہیں اللہ کوئی تکلیف پہنچا دے تو اس کے سوا کوئی نہیں ہے جو اسے دور کر دے، اور اگر وہ تمہیں کوئی بھلائی پہنچانے کا ارادہ کر لے تو کوئی نہیں ہے جو اس کے فضل کا رخ پھیر دے، وہ اپنا فضل اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے پہنچا دیتا ہے، اور وہ بہت بخشنے والا بڑا مہربان ہے۔

اس واضح ہدایت کے باوجود کچھ لوگوں خصوصاً عورتوں میں تو ہم پرستانہ مزاج پایا جاتا ہے، دنوں اور تاریخوں کو منحوس سمجھا جاتا ہے، جیسے: محرم میں نکاح یا کوئی خوشی کی تقریب نہیں منائی جاتی، ماہِ صفر میں کسی اچھے کام کا آغاز نہیں کیا جاتا، بعض ایام میں سفر بھی نہیں کرتے اور ناکامی کا اعتقاد رکھتے ہیں، اسی طرح گھروں کو منحوس اور سمجھا جاتا ہے

کہ ان میں رہنے سے بے برکتی، مصائب، آفات اور حوادث پیش آتے ہیں اور گھر کے افراد مر جاتے ہیں، نیز دھاگوں اور پتھروں پر یقین ہوتا ہے، بدفالی لی جاتی ہے، اولاد کے حصول کے لیے شرکیہ اعمال کیے جاتے ہیں، جھوٹے باباؤں کے چکر میں پھنس کر دین و دنیا دونوں کو تباہ کر لیا جاتا ہے، نہ آخرت کی پونجی بچتی ہے اور نہ دنیا کا سرمایہ، ضرورت ہے کہ توحید کی اہمیت اور اس کا حقیقی مفہوم سمجھ کر ان تمام اعمال سے بچیں جو توحید کے منافی ہوں اور سچے پکے موحد بنیں۔

حدیث نمبر ۳

نبی کریم ﷺ سے محبت رکھیے

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ. (بخاری، رقم: ۱۵)

ترجمہ: تم میں سے کوئی اس وقت تک کامل مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے والد، اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

نبی کریم ﷺ آخری نبی، اللہ تعالیٰ کے حبیب اور اس امت کے عظیم محسن ہیں، آپ کے احسانات کا بدلہ ساری امت مل کر بھی ادا نہیں کر سکتی، ان سے محبت کرنا ہر امتی پر فرض ہے، اس کے بغیر اس کا ایمان ناقص اور ادھورا ہے، عام طور پر محبت تین وجوہات سے ہوتی ہے: ایک فضل و کمال، دوسرا حسن و جمال اور تیسرا انعام و نوال، اور یہ تینوں چیزیں نبی کریم ﷺ کے اندر بدرجہ اتم موجود ہیں؛ اس لیے لازماً اسی ذات سے محبت ہونی چاہیے۔

محبت کا تقاضہ یہ ہے کہ محبوب کے ہر حکم کی دل و جان سے اطاعت کرے، ان

چیزوں سے بچتا رہے جن سے محبوب ناراض ہوتا ہو، جب بھی کوئی ایسا موقع آجائے کہ گھر کے افراد جس چیز کا ہم سے مطالبہ کر رہے ہیں وہ نبی کریم ﷺ کو ناراض کرنے والی ہو تو بلا جھجک ہم اتباع سنت کو ترجیح دیں اور گھر والوں کی بات کو بالکل نہ مانیں، عورتیں عام طور پر بدعات کی جانب زیادہ مائل ہوتی ہیں جو کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے شدید غضب کا موجب ہے، ان سے بچنے کی پوری کوشش کرنی چاہیے۔

صحابیات رضی اللہ عنہن کے اندر نبی کریم ﷺ کی محبت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی، آپ ﷺ غزوات میں تشریف لے جاتے تو باسلامت آپ کی واپسی کے لیے نذریں مانتی تھیں، حضور ﷺ کی یادگاروں اور تبرکات کو وہ محفوظ رکھا کرتی تھیں، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس حضور ﷺ کا ایک جبہ محفوظ تھا، ان کے انتقال کے بعد حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے اس کو لے لیا، جب بھی کوئی بیمار ہوتا تو جبہ کو دھو کر اس کا پانی پلاتی تھیں اور اس سے شفا مل جاتی تھی، حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کے پسینہ مبارک کو ایک شیشے میں بھر لیتی تھیں اور اس کو محفوظ رکھتی تھیں، ایک مرتبہ حضور ﷺ ان کے گھر تشریف لائے اور مشکیزے سے پانی پیا تو جہاں منہ لگا کر پانی پیا تھا اس حصہ کو کاٹ کر اپنے پاس رکھ لیا۔

اطاعت کا جذبہ بھی قابل دید تھا، سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے بھائی کا انتقال ہوا تو چوتھے دن جب کچھ عورتیں ملنے آئیں تو آپ نے ان کے سامنے خوشبو منگوا کر لگائی، اور فرمایا: مجھے خوشبو کی حاجت نہ تھی؛ لیکن نبی کریم ﷺ نے شوہر کے علاوہ کسی اور کا سوگ تین دن سے زیادہ منانے سے منع فرمایا ہے؛ اس لیے اس کی تعمیل میں میں نے ایسا کیا، اسی طرح کا واقعہ سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا ملتا ہے جب ان کے والد کا انتقال ہوا تھا۔

ایک بار نبی کریم ﷺ مسجد سے نکل رہے تھے، راستے میں مردوں اور عورتوں کو ایک ساتھ چلتے دیکھا تو فرمایا کہ عورتوں کو پیچ راستے کے بجائے مردوں سے الگ رہتے ہوئے کنارے کنارے چلنا چاہیے، یہ حکم سننے کے بعد صحابیات اتنا کنارے چلتی تھیں

کہ ان کے کپڑے دیواروں سے الجھ جاتے تھے۔

ان نمونوں کو دیکھ کر ہمارے اندر بھی اتباع سنت کا جذبہ پیدا ہونا چاہیے، اور زندگی کے ہر موڑ پر سنت کو اپنانے کی کوشش کرنی چاہیے، ایک بار جب کسی کو محبت رسول ﷺ نصیب ہو جاتی ہے تو پھر آپ کے کسی قول و فعل میں اس کو شک و شبہ نہیں رہتا، ہر حال میں محبوب سے راضی رہتا ہے اور اس کو اتباع سنت میں لطف آنے لگتا ہے، نیز حب نبوی کا تقاضا ہے کہ کثرت سے درود پڑھا جائے، اس سے رحمتیں نازل ہوتی ہے، مسائل حل ہوتے ہیں اور قیامت میں نبی ﷺ کی شفاعت نصیب ہوگی۔

(مسلم، رقم: ۴۰۸ و الترغیب والترہیب، رقم: ۹۸۷)

حدیث نمبر ۴

نماز پابندی سے پڑھیے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:
 إِنَّ أَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ بِصَلَاتِهِ، فَإِنْ صَلَحَتْ فَقَدْ أَفْلَحَ وَأَنْجَحَ،
 وَإِنْ فَسَدَتْ فَقَدْ خَابَ وَخَسِرَ. (نسائی، رقم: ۴۶۵)
 ترجمہ: قیامت کے دن بندے سے سب سے پہلے نماز کا حساب لیا جائے گا، اگر نماز درست ہوئی تو وہ کامیاب و کامران ٹھہرے گا، اور اگر نماز خراب نکلی تو وہ خسارہ اور نقصان اٹھانے والا ہوگا۔

نماز اسلام کا دوسرا اہم رکن ہے، اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے زیادہ پیاری کوئی عبادت نہیں ہے، یہ دین کا ستون ہے۔ (ترمذی، رقم: ۲۶۱۶) نبی ﷺ کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ (نسائی، رقم: ۳۹۳۹) جو شخص اچھی طرح وضو کر کے اچھے طریقے سے وقت پر پابندی کے ساتھ نماز پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرما کر جنت کا فیصلہ

فرمادیتے ہیں۔ (ابوداؤد، رقم: ۴۲۵ و ۴۳۰) جب کہ بے نمازی کا حشر فرعون، ہامان، قارون اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔ (مسند احمد، رقم: ۶۵۷۶) نماز نہ پڑھنے والا کفر کے قریب ہو جاتا ہے۔ (مسلم، رقم: ۸۲)

اتنی اہم ترین عبادت کو پابندی کے ساتھ ادا کرنے کا اہتمام ہونا چاہیے، مہمان، بچے، فون یا کسی اور کام میں لگ کر نماز کو چھوڑ دینا دین و دنیا دونوں کی بربادی کا باعث ہے، نماز اپنے وقت پر ادا کی جائے اور اس میں سستی سے گریز کیا جائے؛ کیوں کہ نماز میں سستی منافق کی علامت ہے۔ (النساء: ۱۴۲) بالکل اخیر وقت تک نماز کو لے جا کر جلدی جلدی نماز ادا کرنا اور رکوع سجدے میں اطمینان کا خیال نہ رکھنا چوری ہے، اور ایسا کرنے والا سب سے بدترین چور ہے۔ (دارمی، رقم: ۱۳۶۷)

صحابیات تو دن و رات کی نوافل اور تہجد تک کا اہتمام کرتی تھیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اگرچہ رسول اللہ ﷺ کو کبھی اشراق کی نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا؛ لیکن میں خود پڑھتی ہوں؛ کیوں کہ نبی ﷺ بہت سی چیزوں کو پسند فرماتے تھے؛ لیکن ان پر اس اندیشے سے عمل نہیں کرتے تھے کہ کہیں وہ امت پر فرض نہ ہو جائیں۔ (مسلم، رقم: ۷۱۸)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ رات کو تہجد کے لیے اہل و عیال کو بیدار کرتے تھے، اور یہ آیت پڑھتے تھے: وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا۔ (طہ: ۱۳۲) (اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دو، اور خود بھی اس پر ثابت قدم رہو۔) (مؤطا امام مالک، رقم: ۳۸۹) آپ نے رات کے تین حصے کر دیے تھے، ایک میں خود، دوسرے میں اہلیہ اور تیسرے میں خادم تہجد پڑھتے تھے، ہر ایک دوسرے کو جگادیتا تھا۔

معاذہ اللہ ایک جلیل القدر تابعیہ تھیں، خود کو عبادت اور نماز کے لیے وقف کر دیا تھا، روزانہ چھ سو رکعت نفل پڑھتی تھیں، ام طلق رضی اللہ عنہا دوسری صدی ہجری میں ایک خدا رسیدہ خاتون گزری ہیں، آپ دن رات میں چار سو نوافل پڑھا کرتی تھیں، تاریخ تو اس طرح

کے واقعات سے بھرپور ہے۔

ان واقعات سے عبرت حاصل کر کے خود بھی نماز پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہیے، بالخصوص فرائض اور سنن میں تو کوئی کوتاہی نہیں ہونی چاہیے، پھر یہ نماز خشوع اور خضوع کے ساتھ پڑھنے کی فکر ہو، ظاہری لحاظ سے بھی پوری سنتوں کا خیال رکھا جائے اور دل بھی پورے طور پر اللہ تعالیٰ کی جانب متوجہ رہے، محبت الہی میں ڈوب کر نماز پڑھی جائے، نہ یہ کہ ایک بوجھ خیال کرتے ہوئے جیسے تیسے سر سے اتار دیا جائے۔

حدیث نمبر ۵

نماز گھر میں پڑھنا افضل ہے

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: صَلَاةُ الْمَرْأَةِ فِي بَيْتِهَا أَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهَا فِي حُجْرَتِهَا، وَصَلَاتُهَا فِي مَخْدَعِهَا أَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهَا فِي بَيْتِهَا. (ابوداؤد، رقم: ۵۷۰)

ترجمہ: عورت کا گھر میں نماز پڑھنا صحن میں نماز پڑھنے سے افضل ہے، اور کوٹھری میں نماز پڑھنا گھر میں نماز پڑھنے سے افضل ہے۔

عبادت میں مرد و عورت دونوں برابر ہیں، اس پس منظر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی ہدایات بھی دی ہیں کہ عورتوں کو مسجد میں جانے سے منع نہ کیا جائے۔ (ابوداؤد، رقم: ۵۶۵) چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں خواتین مسجد میں نماز ادا کیا کرتی تھیں، ان کی صف پیچھے ہوتی تھی، اور ان کو ہدایت تھی کہ وہ سلام کے فوراً بعد مسجد سے نکل جائیں اور مردوں کو ہدایت دی گئی تھی کہ وہ سلام کے بعد تھوڑی دیر ٹھہر جائیں؛ تاکہ عورتیں پہلے نکل جائیں۔ (بخاری، رقم: ۸۶۶-۸۷۰) اسی طرح عورتوں کے عید گاہ جانے کا بھی ذکر آیا ہے۔ (ترمذی، رقم: ۵۳۹)

لیکن چوں کہ خواتین کا مسجدوں اور اجتماعی جگہوں پر جانا بعض دفعہ فتنہ کا باعث بن جاتا ہے، اور اس کی وجہ سے نہ صرف افراد بدنام ہوتے ہیں؛ بلکہ مقدس مقامات کی حرمت متاثر ہوتی ہے؛ اس لیے بنیادی طور پر آپ ﷺ نے عورتوں کے لیے گھر میں ہی نماز پڑھنے کو پسند فرمایا ہے، جیسا کہ مندرجہ بالا حدیث میں ہے، اور حضرت ام حمید ساعدی رضی اللہ عنہا سے تو کئی روایتیں منقول ہیں جن میں انہوں نے حضور ﷺ کے ساتھ باجماعت نماز پڑھنے کی اجازت طلب کی تھی؛ لیکن آپ نے گھر میں نماز ادا کرنے کو ہی بہتر قرار دیا تو اس کی اتباع میں اپنے کمرہ کے ایک تارک کو نہ میں اپنے لیے نماز کی ایک جگہ مقرر کر لی اور آخر دم تک وہیں نماز پڑھتی رہیں۔ (صحیح ابن خزیمہ، حدیث نمبر: ۱۶۸۹)

اسی کے پیش نظر متعدد صحابہ سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنے گھر کی خواتین کو یا عمومی طور پر تمام خواتین کو مسجد اور عید گاہ میں جانے سے منع فرما دیا تھا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ایک خاتون سے جو جمعہ کی نماز کے بارے میں دریافت کر رہی تھیں، فرمایا: تمہارا اپنے گھر کے کونہ میں نماز پڑھ لینا بہتر ہے برآمدہ میں نماز پڑھنے سے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ، حدیث نمبر: ۷۱۵) ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر شریعت کا رمز شناس اور رسول اللہ ﷺ کا مزاج شناس کون ہو سکتا ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے زمانہ میں فرمایا کہ عورتوں کی آج جو کیفیت ہو گئی ہے، اگر رسول اللہ ﷺ نے اسے دیکھا ہوتا تو بنی اسرائیل کی خواتین کی طرح عورتوں کو مسجد آنے سے منع فرما دیا ہوتا۔

(بخاری، حدیث نمبر: ۸۶۹)

عورتوں کو جماعت میں شریک ہونے سے روکنا تذلیل نہیں؛ رعایت ہے، یہ ان کی حق تلفی نہیں؛ بلکہ ان کے لیے چھوٹ ہے، عورتوں کا سب سے اہم کردار ماں ہونے کا ہے، اس کے ساتھ ساتھ وہ اپنے گھر کی منتظم بھی ہوتی ہیں اور تمام امور خانہ داری ان ہی سے متعلق ہوتے ہیں، جس ماں نے رات میں جاگ کر بچوں کو سکھ پہنچایا ہو، جو اپنے سینہ میں محفوظ پاک غذا کے سرچشمہ سے اپنے نونہالوں کو سیراب کرنے کے لیے بار بار

اُٹھی ہو اور فجر کے وقت نیند اس کی آنکھوں میں سمائی ہوئی ہو، اگر اسے اس وقت فجر کی نماز کے لیے مسجد جانا لازم ہوتا تو سوچیے کہ اسے کتنی دشواری ہوتی، جس عورت کو اللہ نے نازک اندام اور سبک خرام بنایا ہے، اگر دوپہر کی آگ اگلتی ہوئی دھوپ میں مسجد جانے پر مجبور کیا جاتا تو یہ بات اس کے لیے کس درجہ پریشانی کا باعث ہوتی؟ اس لیے اس مسئلہ میں اس کے ساتھ رعایت کا پہلو اختیار کیا گیا ہے۔

☆☆☆☆☆

نمبر بنی سوالات

- سوال ۱: ایمان کی کیا اہمیت ہے؟
- سوال ۲: فرشتوں پر ایمان لانے کا کیا مطلب ہے؟
- سوال ۳: اگر کوئی رسول اللہ ﷺ کو آخری نبی نہ مانے تو وہ مؤمن رہے گا یا نہیں؟ اور کیوں؟
- سوال ۴: توحید کا مفہوم مختصراً سمجھائیں۔
- سوال ۵: کسی چیز کو منحوس سمجھنا کیسا ہے؟ محبت کتنی وجوہات سے ہوتی ہے؟
- سوال ۶: حب نبی سے متعلق دو صحابیات کا واقعہ ذکر کریں۔
- سوال ۷: درود پڑھنے کے کیا فائدے ہیں؟
- سوال ۸: نماز کی اہمیت سے متعلق دو حدیثیں لکھیے۔
- سوال ۹: حضرت معاذہ رضی اللہ عنہا کتنی رکعتیں نوافل پڑھا کرتی تھیں؟
- سوال ۱۰: عورتوں کے لیے مسجد میں نماز پڑھنا افضل ہے یا گھر میں؟ دلیل بھی ذکر کریں۔
- سوال ۱۱: عورتوں کو مسجد آنے سے روکنا ان کی تذلیل ہے؟

زکوٰۃ ادا کیجیے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ آتَاهُ اللَّهُ مَالًا، فَلَمْ يُؤَدِّ زَكَاتَهُ مُثِّلَ لَهُ مَالُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَفْرَعَ لَهُ زَبِيبَتَانِ يُطَوِّفُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، ثُمَّ يَأْخُذُ بِلَهْزِمَتَيْهِ ثُمَّ يَقُولُ أَنَا مَالُكَ أَنَا كَنْزُكَ.

(بخاری، حدیث نمبر: ۱۴۰۳)

ترجمہ: جس شخص کو اللہ تعالیٰ مال عطا کرے اور وہ اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرے تو اس مال کو قیامت کے دن ایک گنجه سانپ کی شکل دی جائے گی، جس کی آنکھوں کے پاس دو سیاہ نقطے ہوں گے، قیامت کے دن گلے میں اس سانپ کا طوق ڈالا جائے گا، سانپ اس شخص کے جبروں کو پکڑ کر کہے گا: میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں۔

زکوٰۃ اسلام کا تیسرا اہم رکن ہے، ہر صاحبِ نصاب (جس کی ملکیت میں 87.5 گرام سونا یا 612 گرام چاندی یا ان کے برابر پیسے ہوں) پر اس کا ادا کرنا فرض ہے، زکوٰۃ دینے سے آدمی کا مال بھی پاک ہو جاتا ہے اور اس کا باطن بھی حبِ دنیا، حرص اور بخل جیسی بری عادات سے مطہر ہو جاتا ہے، مال میں برکت ہوتی ہے اور وہ آفات سے محفوظ ہو جاتا ہے، زکوٰۃ سے ضرورت مندوں کی امداد ہوتی ہے اور معاشرہ امن و سکون کا گہوارہ بنتا ہے۔

عورتوں کو عام طور پر نکاح کے وقت جو زیورات ملتے ہیں وہ ان کی ملک ہوتے ہیں، اور ساتھ میں کچھ چاندی بھی ہوتی ہے جس کی وجہ سے ان پر بھی زکوٰۃ فرض ہو جاتی ہے، اس فریضے کو ادا کرنے کی فکر ہو اور غفلت بالکل نہ برتی جائے، حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اور میری خالہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، ہم سونے کے کنگن پہنے ہوئے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کیا تم اس کی زکوٰۃ دیتی ہو؟ ہم نے عرض کیا: نہیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم کو اس سے ڈر نہیں لگتا کہ تم کو اللہ تعالیٰ آگ کے کنگن

پہنائے، اس کی زکوٰۃ ادا کیا کرو۔ (ابوداؤد، حدیث نمبر: ۱۵۶۳)

ایک عبرت انگیز واقعہ ہے کہ ایک عورت مال دار گھرانے کی تھی، بہت سے زیورات پہنتی تھی؛ مگر زکوٰۃ ادا نہیں کرتی تھی، حتیٰ کہ اس کا انتقال ہو گیا، مرنے کے بعد زیورات اتارنے کی کوشش کی گئی؛ لیکن وہ نکل نہیں سکے، پھر ایک عالم دین سے پوچھ کر زیورات کے ساتھ ہی دفن کر دیا گیا، بیٹا ایصالِ ثواب کے لیے جاتا تھا تو قبر سے دردناک آوازیں آتی تھیں، قبر کھولی گئی تو ہیبت ناک منظر سامنے تھا، زیورات سرخ ہو چکے تھے اور آگ کی طرح عذاب پہنچا رہے تھے؛ اس لیے جن عورتوں پر زکوٰۃ فرض ہے انہیں اس فریضے کی ادائیگی میں بالکل کوتاہی نہیں کرنا چاہیے اور وقت پر ادا کرنے کی فکر کرنی چاہیے۔

حدیث نمبر ۷

صدقہ دیتے رہیے

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ الصَّدَقَةَ لَتُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ وَتَدْفَعُ مِثْنَةَ السُّوءِ. (ترمذی، رقم: ۶۶۴)

ترجمہ: صدقہ اللہ کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے اور بری موت کو دور کرتا ہے۔

زکوٰۃ کا فریضہ ادا کرنے کے ساتھ ساتھ یہ بھی کوشش کرنی چاہیے کہ اپنا مال اللہ کی راہ میں اور ضرورت مندوں کی حاجت روائی میں خرچ کیا جائے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو نصیحت فرمائی کہ اللہ کی راہ میں کشادہ دستی کے ساتھ خرچ کرتی رہو اور گنہگار مت بنو، اللہ تعالیٰ تمہیں بھی بلا حساب عطا فرمائیں گے۔ (بخاری، رقم: ۲۵۹۱) صدقہ قیامت کے دن مؤمن کا سایہ بنے گا۔ (مسند احمد، رقم: ۱۸۰۴۳) ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ و خیرات کی ترغیب دی تو مجمع میں موجود خواتین نے کان کی بالیاں، گلے کے ہار اور انگلیوں کے چھلے نکال کر دے دیے۔ (ابوداؤد، رقم: ۱۱۴۳)

اور صدقہ صرف یہی نہیں کہ مال خرچ کر دیا جائے؛ بلکہ اور بھی صورتیں ہو سکتی ہیں، چنانچہ حدیث میں ہے: ہر مسلمان پر صدقہ لازم ہے، لوگوں نے عرض کیا: اگر کسی آدمی کے پاس صدقہ کرنے کے لیے کچھ نہ ہو تو وہ کیا کرے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے دست و بازو سے محنت کرے اور کمائے، پھر اس سے خود بھی فائدہ اٹھائے اور صدقہ بھی کرے، عرض کیا گیا کہ اگر وہ یہ نہ کر سکتا ہو تو کیا کرے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کسی پریشان حال محتاج کا کوئی کام کر کے اس کی مدد ہی کر دے، عرض کیا گیا: اگر وہ یہ بھی نہ کر سکے تو کیا کرے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی زبان سے لوگوں کو بھلائی کے لیے کہے، عرض کیا گیا: اگر وہ یہ بھی نہ کر سکے تو کیا کرے؟ فرمایا: کم از کم شر سے اپنے کو روکے (یعنی دوسروں کو تکلیف نہ پہنچائے) یہ بھی صدقہ ہے۔ (بخاری، رقم: ۱۴۴۵)

حدیث نمبر ۸

رمضان کا مہینہ نیک اعمال میں گزارے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:
إِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فَتَبَحَّتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ، وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلِّسَتْ الشَّيَاطِينُ. (بخاری، رقم: ۳۲۷۷)

ترجمہ: جب ماہ رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، جہنم کے دروازوں کو بند کر دیا جاتا ہے، اور شیاطین جکڑ دیے جاتے ہیں۔

رمضان ایک عظیم اور بابرکت مہینہ ہے، اس میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اس میں ایک فرض ادا کرنے پر ستر فرضوں کا ثواب ملتا ہے اور نفل یا سنت ادا کرنے پر فرض کے برابر ثواب ملتا ہے، یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے، یہ ہمدردی اور غم خواری کا مہینہ ہے، اس مہینے میں مؤمن بندے کے رزق میں اضافہ کیا جاتا

ہے، اس کا ابتدائی حصہ رحمت، درمیانی حصہ مغفرت اور آخری حصہ جہنم سے آزادی کا ہے۔ (شعب الایمان، رقم: ۳۳۳۶) حضور ﷺ خیر کی بخشش اور مخلوق کی نفع رسانی میں تمام بندوں سے فائق تھے، اور رمضان میں تو اس کریمانہ صفت میں مزید ترقی ہو جاتی تھی، اور ہر رات آپ جبریل علیہ السلام کو قرآن سناتے تھے۔ (بخاری، رقم: ۶)

رمضان کی دو خاص عبادتیں ہیں: روزہ اور تراویح، روزہ اسلام کا چوتھا اہم رکن ہے، یہ ہر بالغ شخص پر فرض ہے، عورت بھی اگر ناپاکی کی حالت میں ہو تو وہ بعد میں ان کی قضا کرے گی، ہر نیک عمل کا ثواب دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک دیا جاتا ہے؛ لیکن اس قانون سے روزہ مستثنیٰ ہے، اللہ تعالیٰ خود اس کا ثواب جس طرح چاہیں گے عطا فرمائیں گے، روزہ دار کے منہ کی بواللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بہتر ہے۔ (مسلم، رقم: ۱۱۵۱) روزہ دار قیامت کے دن جنت کے ایک مخصوص دروازے: ریان سے داخل ہوں گے۔ (بخاری، رقم: ۱۸۹۶) ایمان اور ثواب کی نیت کے ساتھ روزہ رکھنے والے کی مغفرت ہو جاتی ہے۔ (بخاری، رقم: ۳۸) قیامت کے دن روزہ سفارش کرے گا اور اس کی سفارش قبول کی جائے گی۔ (مسند رک حاکم، رقم: ۲۰۳۶)

روزہ کی اس اہمیت و فضیلت کے باوجود اگر کوئی شخص لاپرواہی برتتے ہوئے رمضان کا ایک روزہ بھی بلا عذر چھوڑ دے تو اس کی تلافی عمر بھر روزہ رکھ کر بھی نہیں ہو سکتی۔ (ابوداؤد، حدیث نمبر: ۲۳۹۶) ایسا شخص بد بخت ہے۔ (معجم اوسط، رقم: ۳۸۷۱)

اتنی سخت وعیدوں کے ہوتے ہوئے ایک مؤمن بالکل بھی یہ گوارا نہیں کر سکتا کہ وہ روزہ جیسی اہم عبادت کو چھوڑ دے، پھر اس روزے میں گناہوں بالخصوص غیبت سے بچنے کا اہتمام کرنا چاہیے؛ ورنہ ایسا روزہ کسی کام کا نہیں، حدیث میں ہے: جو آدمی روزہ رکھتے ہوئے باطل کلام اور باطل کام نہ چھوڑے تو اللہ کو اس کے بھوکے پیاسے رہنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ (بخاری، رقم: ۱۹۰۳)

دوسری خاص عبادت تراویح ہے، پورے ماہ نمازِ عشاء کے بعد ۲۰ / رکعت پڑھنا ہر

مرد و عورت کے لیے سنتِ مؤکدہ ہے، جس کو کسی عذر کے بغیر چھوڑنا گناہ ہے، اگر گھر میں باجماعت کی کوئی شکل نہیں ہے تو عورت تنہا ہی ان بیس رکعات کو ادا کرے اور جو سورتیں یاد ہیں انہیں پڑھے، تراویح کی فضیلت یہ ہے کہ ایمان اور ثواب کی نیت کے ساتھ پڑھنے والے کے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ (بخاری، رقم: ۳۷۷۰) اور انسان گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جیسے وہ بچہ جو آج ہی ماں کے پیٹ سے نکلا ہو۔ (نسائی، رقم: ۲۲۱۰)

ماہِ رمضان اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک خصوصی انعام اور عظیم تحفہ ہے، جو اس لیے دیا گیا ہے کہ سال بھر کی ہونے والی لغزشوں، غلط کاریوں اور کوتاہیوں کا ازالہ اور تلافی ہو جائے، اور اللہ تعالیٰ سے انسان قریب ہو جائے؛ لہذا ہمیں بھی اس ماہ کو عظمت اور احتیاط کے ساتھ گزارنا چاہیے، افطار اور کھانے کی تیاریوں میں زیادہ وقت صرف کرنے سے بچیں، ہر ایسے کام میں سبقت کی جائے جو اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے والا ہو، اور تمام ایسے افعال سے اجتناب کیا جائے جو غضبِ الہی کا موجب ہوں۔

حدیث نمبر ۹

اخیر عشرے کا اعتکاف کیجیے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اعتکاف سے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں:

هُوَ يَعْكِفُ الذُّنُوبَ، وَيُجْزَى لَهُ مِنَ الْحَسَنَاتِ كَعَامِلِ الْحَسَنَاتِ كُلِّهَا.

(ابن ماجہ، رقم: ۱۷۸۱)

ترجمہ: معتکف گناہوں سے محفوظ رہتا ہے، اور ساری نیکیاں کرنے والے بندے کی طرح اس کا نیکیوں کا حساب جاری رہتا ہے اور نامہ اعمال میں لکھا جاتا ہے۔

رمضان کا آخری عشرہ بڑی اہمیت کا حامل ہے اور باقی دو عشروں سے زیادہ فضیلت والا ہے، یہی وجہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس عشرے میں دیگر دنوں کے مقابل زیادہ مجاہدہ

فرماتے اور عبادات کے سلسلے میں مشقت اٹھاتے۔ (مسلم، رقم: ۱۱۷۵) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا عشرہ اخیرہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول نقل کرتے ہوئے فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کمر کس لیتے، ساری رات عبادت میں گزار دیتے اور اپنے گھر والوں کو بھی جگا دیتے؛ تاکہ وہ بھی اس رات کی برکتوں کو سمیٹ لیں۔ (بخاری، رقم: ۲۰۲۴)

اسی عشرے کی طاق راتوں میں لیلۃ القدر جیسی اہم رات موجود ہے، جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ (القدر: ۲) جس کو طاعات میں گزارنے والا شخص مغفرت کا حق دار ہو جاتا ہے۔ (بخاری، رقم: ۳۵) اور جس نے اس رات سے فائدہ نہیں اٹھایا تو وہ ہر طرح کے خیر سے محروم ہو جاتا ہے۔ (ابن ماجہ، رقم: ۱۶۴۴) اس رات کی ایک خاص دعا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تلقین فرمائی تھی:

اللَّهُمَّ إِنَّكَ غَفُورٌ حُبُّ الْعَفْوِ فَاعْفُ عَنِّي. (ترمذی، رقم: ۳۵۱۳)

کہ اے اللہ! آپ بہت معاف فرمانے والے ہیں، معاف کرنے کو پسند کرتے ہیں، پس میری خطائیں معاف فرما دیجیے، اس دعا کا بھی اہتمام ہو۔

اس عشرے کی ایک خاص عبادت اعتکاف ہے، یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول رہا ہے، اور ازواج مطہرات بھی اعتکاف کیا کرتی تھیں۔ (بخاری، رقم: ۲۰۲۶) اس کا بہت بڑا ثواب ہے، صرف ایک دن کے اعتکاف کی فضیلت یہ ہے کہ اعتکاف کرنے والا جہنم سے تین خندق دور ہو جاتا ہے، اور ہر خندق کے مابین مسافت اتنی ہے جتنی مشرق و مغرب کے درمیان۔ (معجم اوسط، رقم: ۷۳۲۶) وہ عورتیں جن کے ذمہ امور خانہ داری نہیں ہیں انہیں کوشش کرنی چاہیے کہ ضرور اعتکاف کریں، بیسویں رمضان کا سورج غروب ہونے سے پہلے گھر کے کسی مخصوص پرسکون کمرے میں اعتکاف کی نیت سے بیٹھ جائیں، صرف قضائے حاجت کے لیے کمرے سے نکلیں، اور اپنا اکثر وقت عبادت و تلاوت اور ذکر و دعا میں گزاریں۔

حج میں تاخیر نہ کیجیے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَنْ حَجَّ لِلَّهِ فَلَمْ يَرْفُثْ، وَلَمْ يَفْسُقْ، رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ. (بخاری، رقم: ۱۵۲۱) ترجمہ: جس نے اللہ تعالیٰ کی خاطر حج کیا، اور حج کے دوران نہ فحش بات زبان سے نکالی اور نہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی تو وہ گناہوں سے اس طرح پاک و صاف ہو کر واپس لوٹے گا جیسا اس دن تھا جس دن اس کی ماں نے اس کو جنم دیا تھا۔

حج اسلام کا پانچواں اہم رکن ہے، ایک عاشقانہ عبادت ہے، جس کا بدلہ جنت ہے۔ (بخاری، رقم: ۱۷۷۳) یہ گناہوں کو ختم کرتا اور فقر و فاقہ دور کرتا ہے۔ (ترمذی، رقم: ۸۱۰) عورت کے پاس جب اتنا مال آجائے جو سفر حج کے تمام اخراجات کے لیے کافی ہو، ساتھ ہی اگر اس کا محرم اپنے پیسوں سے جانے کے لیے تیار نہ ہو تو اس کے اخراجات بھی عورت ادا کر سکتی ہو تب اس پر حج فرض ہو جاتا ہے، حج فرض ہونے کے بعد بلا وجہ کے اعدار (بیٹا بیٹی کی شادی، گھر کی تعمیر یا بھی تو جوانی ہے، بڑھاپے کے بعد دیکھیں گے) کے ذریعے ٹال مٹول نہیں کرنا چاہیے؛ بلکہ اس فریضے کو جلد ادا کرنے کی کوشش ہونی چاہیے، اگر کسی نے حج فرض ہونے کے باوجود اس کو ادا نہیں کیا اور اسی حالت میں مر گیا تو اس کے لیے سخت وعید ہے کہ اس کا اس حالت میں مرنے یا یہودی و نصرانی ہو کر مرنے کا برابر ہے۔ (ترمذی، رقم: ۸۱۲)

صاحب استطاعت کے لیے زندگی میں ایک بار عمرہ کرنا سنت مؤکدہ ہے، اعمال میں زیادہ فضیلت والے عمل دو ہیں: مہر و حج اور مہر و عمرہ۔ (مسند احمد، رقم: ۱۷۰۲۷) عمرہ کرنے والا اللہ تعالیٰ کا خاص مہمان ہوتا ہے۔ (سنن کبریٰ بیہقی، رقم: ۱۰۳۸۸) حج اور عمرہ خواتین کا جہاد ہیں۔ (ابن ماجہ، رقم: ۲۹۰۱) اس لیے جب بھی موقع ملے ضرور عمرہ ادا کرنا چاہیے، اور ثواب کے حق دار بننا چاہیے۔

نمبری سورات

- سوال ۱: زکوٰۃ ادا نہ کرنے کے لیے کیا وعید ہے؟
- سوال ۲: نصاب کی مقدار کیا ہے؟
- سوال ۳: صدقہ کے فوائد کیا ہیں؟
- سوال ۴: صدقہ کی چند صورتوں کا ذکر کریں۔
- سوال ۵: رمضان کے فضائل تحریر کریں۔
- سوال ۶: رمضان کی خاص عبادتیں کون سی ہیں؟
- سوال ۷: روزہ نہ رکھنے یا جان بوجھ کر توڑ دینے پر کیا وعید ہے؟
- سوال ۸: تراویح کی کیا فضیلت ہے؟
- سوال ۹: رمضان کا آخری عشرہ نبی کریم ﷺ کس طرح گزارتے تھے؟
- سوال ۱۰: لیلة القدر کی اہمیت اور اس کے خاص دعا لکھیے۔
- سوال ۱۱: اعتکاف کا ثواب لکھیں۔
- سوال ۱۲: حج کی کیا فضیلت ہے؟
- سوال ۱۳: عورت پر کب حج فرض ہوتا ہے؟
- سوال ۱۴: عمرہ کی شریعت میں کیا حیثیت ہے؟

قربانی کا فریضہ ادا کیجیے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتی ہیں:

مَا عَمِلَ آدَمِيٌّ مِنْ عَمَلٍ يَوْمَ النَّحْرِ أَحَبَّ إِلَى اللَّهِ مِنْ إِهْرَاقِ الدَّمِ ...
وَأَنَّ الدَّمَ لَيَقْعُ مِنَ اللَّهِ بِمَكَانٍ قَبْلَ أَنْ يَقْعَ مِنَ الْأَرْضِ. (ترمذی، رقم: ۱۴۹۳)

ترجمہ: قربانی کے دن جانور کا خون بہانے سے زیادہ محبوب اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی عمل نہیں ہے، جانور کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے یہاں قبول ہو جاتا ہے۔

اسلامی مہینوں میں سب سے آخری مہینہ ذی الحجہ ہے، یہ نہایت ہی عظمت و احترام والا مہینہ ہے، خاص طور پر اس کا پہلا عشرہ بڑی فضیلت کا حامل ہے، اس میں روزے رکھنے اور کثرت سے عبادت کرنے کی ترغیب دی گئی ہے، ہر روزہ ایک سال کے روزوں کے برابر اور ہر رات شب قدر کے برابر ہے۔ (ترمذی، رقم: ۷۵۸) اسی میں یوم عرفہ آتا ہے جس کا روزہ گزشتہ اور آئندہ سال کے گناہوں کے لیے کفارہ بن جاتا ہے۔ (مسلم، رقم: ۱۱۶۲) اور اسی میں حج جیسی رفیع القدر عبادت انجام دی جاتی ہے۔

اس مہینہ کا اور ایک مخصوص عمل قربانی ہے، یہ دین اسلام کا شعار ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یادگار ہے، اس کو انجام دینے والا شخص جانور کے ہر بال کے بدلے ایک نیکی پاتا ہے۔ (ابن ماجہ، رقم: ۳۱۲۷) یہ ہر صاحب نصاب پر واجب ہے، عورتوں کے پاس بھی سونا چاندی کی شکل میں زیورات ہوتے ہیں تو اگر وہ نصاب پر واجب ہے، عورتوں کے پاس بھی سونا چاندی کی دینا واجب ہے، گھر کے کسی ایک فرد کے قربانی دینے سے ان کے ذمہ سے قربانی ساقط نہیں ہوگی، اور اس سلسلے میں کوتاہی انسان کو وعید کا مستحق بنا دیتی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وسعت کے باوجود قربانی نہ کرنے والے کو اس لائق نہیں سمجھا کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ شریک ہو کر عید گاہ میں عید الاضحیٰ کی نماز ادا کرے۔ (مسند احمد، رقم: ۸۲۷۳) لہذا اس کی اہمیت کو سمجھ کر اس کو خوش دلی کے ساتھ انجام دینے کی کوشش کرنی چاہیے۔

قرآن سے رشتہ مضبوط کیجیے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں:

إِنَّ الَّذِي لَيْسَ فِي جَوْفِهِ شَيْءٌ مِنَ الْقُرْآنِ كَالْبَيْتِ الْحَرَبِ. (ترمذی، رقم: ۲۹۱۳)

ترجمہ: جس کے سینہ میں قرآن کا ذرا سا بھی حصہ نہ ہو وہ اجڑے ہوئے گھر کی مانند ہے۔

قرآن مجید کی تلاوت کے بڑے فضائل احادیث میں وارد ہوئے ہیں، جب کوئی قوم قرآن کی تلاوت کرتی ہے تو ان پر سکینہ اور رحمت کا نزول ہوتا ہے، فرشتے ان کو ڈھانپ لیتے ہیں اور اس قوم کا ذکر دربار الہی میں کیا جاتا ہے۔ (مسلم، رقم: ۲۶۹۹) جس گھر میں قرآن کی تلاوت ہوتی ہے وہاں سے شیاطین دور ہو جاتے ہیں، خیر و بھلائی اور فرشتوں کی آمد رہتی ہے، گھر گھر والے کے لیے کشادہ ہو جاتا ہے۔ (سنن داری، رقم: ۳۳۵۲) تلاوت کرنے والے کو قرآن کے ہر حرف پر دس نیکیاں ملتی ہیں۔ (ترمذی، رقم: ۲۹۱۰) انک انک کر پڑھنے والا بھی دواجر کا مستحق ہوتا ہے۔ (مسلم، رقم: ۷۹۸) قرآن قیامت کے دن صاحب قرآن کے لیے شفیع بن کر آئے گا۔ (مسلم، رقم: ۸۰۴) قرآن پڑھنے والا فرشتوں کا مصاحب بن جاتا ہے۔ (مسلم، رقم: ۷۹۸) جب کہ قرآن سے غافل لوگوں کی شکایت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے فرمائیں گے۔ (الفرقان: ۳۰)

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا گھر کے کام کاج میں لگی رہتیں اور زبان پر قرآن کی تلاوت جاری رہتی، حضرت معاذہ رضی اللہ عنہا پوری رات عبادت میں گزارتیں اور صبح کی تلاوت انہیں بہت محبوب تھی، شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب کاندھلوی رضی اللہ عنہ کی دادی صاحبہ رضی اللہ عنہا رمضان میں ہر روز ایک قرآن ختم کر لیتی تھیں۔

عورتیں گھر کے کام کاج کرنے کے بعد فارغ رہتی ہیں، ان اوقات کا صحیح استعمال کرتے ہوئے روزانہ کم از کم ایک پارے کی تلاوت کا معمول بنانا چاہیے، ہر نماز کے بعد کچھ دیر کے لیے دو تین صفحات پڑھ لیے جائیں تو یہ کوئی مشکل نہیں ہے۔

کچھ مخصوص سورتوں اور آیات کی تلاوت کا معمول بنائیے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لَا تَجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ مَقَابِرَ، وَإِنَّ الْبَيْتَ الَّذِي تُقْرَأُ فِيهِ الْبَقْرَةُ لَا يَدْخُلُهُ الشَّيْطَانُ. (ترمذی، رقم: ۲۸۷۷)

ترجمہ: تم اپنے گھروں کو مقبرے نہ بنالو (جس طرح قبرستان کی فضا ذکر و تلاوت کے انوار سے خالی رہتی ہے اپنے گھر کو اس کی مانند نہ بنالو؛ بلکہ گھر میں ذکر و تلاوت کا ماحول بناؤ) جس گھر میں سورۃ بقرہ پڑھی جائے اس میں شیطان نہیں آسکتا۔

یوں تو سارا قرآن کریم افضل اور اس کا پڑھنا باعثِ اجر و ثواب ہے؛ لیکن احادیث میں چند سورتوں اور آیات کے خاص فضائل ذکر کیے گئے ہیں، ہر مرد و عورت کو روزانہ انہیں پڑھنے کا معمول بنانا چاہیے؛ تاکہ ان کے فضائل و فوائد سے بہرہ ور ہو سکیں۔

سورۃ بقرہ: گھر کو شیطانی اثرات سے محفوظ رکھتی ہے۔ اس کی آخری دو آیات پڑھنے سے ہر شر سے حفاظت رہتی ہے۔ (بخاری، رقم: ۴۰۰۸) آیۃ الکرسی: قرآن کی تمام آیات کی سردار ہے، اس کو پڑھنے سے گھر سے شیطان بھاگ جاتا ہے۔ (مسند حمیدی، رقم: ۱۰۲۴) ہر نماز کے بعد پڑھنے سے موت کے سوا جنت میں داخل ہونے سے کوئی چیز رکاوٹ نہیں ہوگی۔ (معجم کبیر طبرانی، رقم: ۷۵۳۲)

سورۃ کہف: جمعہ کے دن پڑھنے سے پورا ایک ہفتہ ایک نور روشن ہو جاتا ہے۔ (مستدرک حاکم، رقم: ۳۳۹۲) ابتدائی (اور آخری) دس آیات یاد کر لینے سے دجال سے حفاظت ہو جاتی ہے۔ (مسلم، رقم: ۸۰۹)

سورۃ یس: یہ قرآن کا دل ہے، اور اس کا ثواب دس قرآن کے ثواب کے برابر ہے، رات میں اخلاص کے ساتھ اس کی تلاوت مغفرت کا سبب ہے، اور فجر بعد تلاوت کرنے سے اللہ تعالیٰ اس کی حاجتیں پوری فرما دیتے ہیں۔ (دارمی، رقم: ۳۴۶۱ تا ۳۴۵۹)

سورہ واقعہ: ہر رات پڑھنے سے فاقہ سے حفاظت ہوتی ہے۔

(شعب الایمان، رقم: ۲۲۶۸)

سورہ ملک والم سجدہ: یہ دونوں سورتیں روزانہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سونے سے پہلے پڑھتے تھے۔ جو شخص اس سورہ کو کثرت سے پڑھے تو یہ قیامت کے دن سفارش کرے گی اور مغفرت کرا کر ہی رہے گی۔ (ترمذی، رقم: ۲۸۹۱ و ۲۸۹۲)

سورہ اخلاص: ایک تہائی قرآن کے برابر ہے، جس نے رات میں اس کی تلاوت کر لی گویا اس نے تہائی حصہ کی تلاوت کی۔ (مسلم، رقم: ۸۱۱)

معوذتین: سورہ فلق وناس آفات و شرور، جادو، شیطانی اثرات اور نظر لگنے سے بچاؤ کے مؤثر ہتھیار ہیں۔ (ابوداؤد، رقم: ۱۴۶۳)

سورہ نور: ہر عورت کو یہ سورت ترجمہ و تفسیر کے ساتھ پڑھنا چاہیے۔ (شعب الایمان، رقم: ۲۲۱۳)

حدیث نمبر ۱۴

زبان سے غلط باتیں مت نکالیے

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں:

مَنْ يَضْمَنْ لِي مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ أَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ.

(بخاری، حدیث نمبر: ۶۴۷۴)

ترجمہ: جو شخص مجھے دو چیزوں (کی حفاظت) کی ضمانت دے گا میں اس کے لیے جنت کی ضمانت دیتا ہوں: ایک جو دو جبرٹوں کے درمیان ہے (زبان) اور دوسری جو دو ٹانگوں کے درمیان ہے۔ (شرم گاہ)

زبان اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم نعمت ہے، اس کا صحیح استعمال انسان کو جنت میں پہنچا دیتا

ہے اور غلط استعمال جہنم تک لے جانے کا سبب بنتا ہے، زبان سے انسان اللہ کا قرب حاصل کر لیتا ہے اور زبان ہی کی وجہ سے انسان شیطان کا دوست بن جاتا ہے، زبان سے رشتے آپس میں جڑتے اور مضبوط ہوتے ہیں اور زبان ہی سے رشتوں میں تلخیاں پیدا ہوتی ہیں، غرض زبان ایک دو دھاری تلوار ہے، جس کو آدمی اپنے مفاد میں بھی استعمال کر سکتا ہے اور وہ اس کو نقصان بھی پہنچا سکتی ہے؛ اس لیے زبان کھولنے میں بہت زیادہ احتیاط سے کام لیا جائے اور تول کر بولا جائے؛ کیوں کہ ہر بات ریکارڈ ہو رہی ہے۔ (ق: ۱۸) جہنمیوں کی ایک خاصی تعداد ان لوگوں کی ہوگی جنہوں نے زبان پر قابو نہیں رکھا۔ (ترمذی، رقم: ۲۶۱۶)

کفر و شرک، جھوٹ، غیبت، گالم گلوچ، لعنت و بددعا، چغل خوری، مذاق اڑانا، بہتان تراشی، غیر اللہ کی قسم اور نوحہ کرنا یہ سب زبان کے گناہ ہیں، ان سب سے بچنا لازم ہے۔ زبان کی حفاظت کا آسان طریقہ یہ ہے کہ جب کوئی بات کہنے کا ارادہ کرے تو بے سوچے سمجھے نہ کہہ ڈالے، کم از کم دو تین سیکنڈ یہ سوچ لے کہ میں جو بات کہنا چاہتی ہوں میرے مالک حقیقی کو ناخوش کرنے والی تو نہیں ہے، اگر اطمینان ہو تو بولنا شروع کرے، اور اگر ذرا بھی خلجان ہو تو خاموش رہے۔

حدیث نمبر ۱۵

غیبت نہ کیجیے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَرَزْتُ بِقَوْمٍ لَهُمْ أَطْفَارٌ مِنْ نَحَاسٍ يَخْمُسُونَ وُجُوهَهُمْ وَصُدُّوهُمْ، فَقُلْتُ: مَنْ هَؤُلَاءِ؟ يَا جَبْرِيلُ! قَالَ: هَؤُلَاءِ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ لُحُومَ النَّاسِ، وَيَقْعُونَ فِي أَعْرَاضِهِمْ. (ابوداؤد، رقم: ۴۸۷۸)

ترجمہ: (معراج کے موقع پر) میرا گزرا ایسے لوگوں کے پاس سے ہوا جن کے ناخن تانبے کے تھے، جس سے وہ اپنے چہروں اور سینوں کو چھیل رہے تھے، میں نے جبریل سے پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا: یہ وہ لوگ ہیں جو دوسروں کا گوشت کھاتے تھے (غیبت کرتے تھے) اور ان کی عزتوں سے کھلتے تھے۔

غیبت: کسی کے پیٹھ پیچھے ایسی بات کہنا جس کو اگر وہ سن لے تو ناگوار گزرے، اور وہ بات اس شخص کے اندر موجود بھی ہو، اگر جھوٹی بات منسوب کر رہا ہے تو یہ بہتان ہے جو اور بڑا جرم ہے۔ (مسلم، رقم: ۲۵۸۹) غیبت بہت ہی سنگین گناہ ہے، قرآن مجید میں ایک دوسرے کی غیبت کو اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانے والا کہا گیا ہے۔ (الحجرات: ۱۲) اور ایسا کہنے سے مقصود درحقیقت اس کی شاعت و قباحت کو دل میں بٹھانا ہے؛ لیکن بعض مرتبہ ایسا ہوا کہ واقعہ غیبت کرنے والے کے پیٹ میں کچا گوشت پایا گیا ہے، چنانچہ واقعہ ہے کہ حضور ﷺ کو اطلاع دی گئی کہ دو عورتیں روزہ سے تھیں، اب ان کی حالت دگرگوں ہو گئی ہے اور مرنے کے قریب ہیں، حضور ﷺ نے ان کو بلوایا، پھر ان کے آگے ایک پیالہ رکھا جس میں دونوں نے قے کی تو منہ سے پیپ، خون اور گوشت نکلا، حضور ﷺ نے فرمایا: یہ دراصل غیبت کا نتیجہ ہے۔ (مسند احمد، رقم: ۲۳۶۵۳)

حدیث میں زنا سے زیادہ سخت گناہ غیبت کو قرار دیا گیا ہے۔ (معجم اوسط، حدیث نمبر: ۶۵۹۰) کیوں کہ زنا میں فقط رحمٰن کی مخالفت ہوتی ہے اور وہ توبہ سے معاف ہو جاتا ہے، جب کہ غیبت میں اس کی نافرمانی کے ساتھ مخلوق کو بھی ایذا دی جاتی ہے؛ اس لیے توبہ کے ساتھ مخلوق سے معافی مانگنا بھی ضروری ہے۔ (شعب الایمان، رقم: ۶۳۱۵) غیبت کرنے والے کو قبر میں عذاب دیا جاتا ہے۔ (بخاری، رقم: ۲۱۶)

غیبت کا مرض عورتوں میں بہت عام ہے، جہاں چند عورتیں مل بیٹھتی ہیں غیبت شروع ہو جاتی ہے، پھر دنیا و آخرت دونوں میں اس کے سنگین نتائج کو بھگتنا پڑتا ہے، اس سے بچنے کی بھرپور کوشش کی جائے، اور جو غیبت ہو چکی ہے اس سے توبہ کی جائے، جس کی غیبت کی ہے

اس سے معافی تلافی کی جائے، اگر یہ ممکن نہ ہو تو اس کے لیے دعائے مغفرت کی جائے۔

☆☆☆☆☆

نمبر بنی سورۃ الاحزاب

- سوال ۱: ذی الحجہ کی کیا اہمیت ہے؟
- سوال ۲: میاں بیوی دونوں پر قربانی واجب ہو تو دو بکرے/ بڑے جانور کے دو حصے قربانی کرنا ضروری ہے یا ایک بکرے/ ایک حصے کی قربانی کافی ہوگی؟
- سوال ۳: تلاوت قرآن کے فضائل لکھیں۔
- سوال ۴: تلاوت کے سلسلے میں حضرت فاطمہ اور حضرت معاذہ کا کیا معمول تھا؟
- سوال ۵: آپ کا یومیہ کتنے پاروں کی تلاوت کا معمول ہے؟ اگر نہیں تو کتنے پاروں کی تلاوت کا عزم ہے؟
- سوال ۶: گھر کو مقبرے نہ بنانے کا مطلب کیا ہے؟
- سوال ۷: کن سورتوں کی تلاوت کو اپنا معمول بنانا چاہیے؟ اور آپ کا کیا معمول ہے؟
- سوال ۸: کن دو چیزوں کی ضمانت پر جنت کی بشارت ہے؟
- سوال ۹: زبان کے گناہ کون سے ہیں؟
- سوال ۱۰: زبان کی حفاظت کا کیا طریقہ ہے؟
- سوال ۱۱: غیبت کس کو کہتے ہیں؟
- سوال ۱۲: غیبت کرنے والا کیا واقعہٴ مردار بھائی کا گوشت کھاتا ہے؟
- سوال ۱۳: اگر کسی کی غیبت ہوگئی ہو تو اس کی تلافی کیسے کی جاسکتی ہے؟

چغل خوری مت کیجیے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں:

مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَبْرَيْنِ، فَقَالَ: إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ، وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ، أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنَ الْبَوْلِ، وَأَمَّا الْآخَرُ فَكَانَ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ. (بخاری، حدیث نمبر: ۲۱۸)

ترجمہ: نبی کریم ﷺ کا دو قبروں کے پاس سے گزر ہوا، آپ نے فرمایا: ان دو قبر والوں کو عذاب ہو رہا ہے، اور یہ عذاب کسی ایسی چیز کے بارے میں نہیں ہو رہا کہ اس سے بچنا آسان نہ تھا، ان میں ایک شخص وہ ہے جو پیشاب سے بچتا نہ تھا، اور دوسرا چغل خوری کرتا تھا۔

ایک کی بات دوسرے کے سامنے لڑائی کے مقصد سے، فساد کرانے کی خاطر اور بد گمانی پیدا کرنے کے ارادہ سے لگا دینا چغل خوری کہلاتا ہے، یہ گناہ کبیرہ ہے، جس کا آخرت میں سخت بدلہ تو ہے ہی؛ مرنے کے بعد ہی سے اس کا عذاب شروع ہو جاتا ہے، اس شخص کو جنت میں داخلہ نصیب نہ ہوگا۔ (بخاری، رقم: ۶۰۵۶) ایسا شخص سب سے بدترین ہے۔ (مسند احمد، رقم: ۱۷۹۹۸) چغل خور اتنا منحوس ہوتا ہے کہ اس کی موجودگی دعا کی قبولیت سے مانع ہوتی ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کا واقعہ مذکور ہے کہ ایک مرتبہ ان میں قحط سالی پھیل گئی، لوگ مردار کھانے پر مجبور ہو گئے، تو حضرت موسیٰ علیہ السلام پوری قوم کو لے کر ایک میدان میں جمع ہوئے، اور بارش کے لیے دعا فرمائی، ایک ہفتہ تک مسلسل یہ عمل ہوا؛ لیکن آثار قبولیت نظر نہ آئے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آئی کہ چغل خوروں کی وجہ سے دعا قبول نہیں ہو رہی ہے، چنانچہ پہلے سمجھوں نے چغل خوری سے توبہ کی، پھر بارش کے لیے دعا ہوئی تو بارانِ رحمت کا نزول ہوا۔ (تفسیر قرطبی ۲۰/۲۳۹)

چغل خوری سے فساد پیدا ہوتا ہے، گھر اور خاندان تباہ ہو جاتے ہیں اور چین و سکون

غارت ہو جاتا ہے، یہ اللہ کو سخت ناپسند ہے، اتحاد و اتفاق کو پارہ پارہ کر دینا اور عداوت و دشمنی پیدا کرنا انسان کے دل سے دین کو اس طرح مونڈ دیتا ہے جیسے استرا سر سے بال کو صاف کر دیتا ہے۔ (ابوداؤد، رقم: ۴۹۱۹)

حدیث نمبر ۱۷

دنیا سے دل مت لگائیے

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں:
كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيلٍ. (بخاری، رقم: ۶۴۱۶)
ترجمہ: دنیا میں اجنبی یا راہ گزر کی طرح رہو۔

مال اس امت کا فتنہ ہے۔ (مسلم، رقم: ۲۳۳۶) حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں: دنیا کی محبت تمام گناہوں کی جڑ ہے۔ (شعب الایمان، رقم: ۹۹۷۴) کیوں کہ انسان کے اندر جب دنیا کی محبت پیدا ہو جاتی ہے اور وہ سوتے جاگتے، اٹھتے بیٹھتے بس دنیوی فکروں کو ہی ذہن پر سوار رکھتا ہے تو آخرت نظر سے بالکل اوجھل ہو جاتی ہے اور وہ آخرت سے غافل ہو جاتا ہے، حالاں کہ اعمالِ حسنہ پر ابھارنے والی اور گناہوں سے بچانے والی چیز یہی فکرِ آخرت ہے، جب انسان کے دل میں دنیا کی محبت جاگزیں ہو جائے گی تو پھر دنیا کے حصول کے لیے وہ حرام راستے اختیار کرنے سے بھی گریز نہیں کرے گا، چوری، سود، جوا، ڈکیتی اور قتل وغیرہ پر آمادہ ہو جائے گا، مال حاصل ہو گیا تو تکبر کرنے لگے گا اور ختم ہو جانے کے ڈر سے لوگوں کے حقوق بھی ضائع کرے گا، اور حاصل نہیں ہوا تو جس کے پاس مال ہے اس سے حسد کرنے لگے گا، غرض جو شخص دنیا کا دل دادہ ہو اس سے کسی خیر کی امید ہی نہیں کی جاسکتی ہے۔

دنیا اس بکری کے بچے سے بھی زیادہ ذلیل ہے جو مردار اور کان کٹا ہوا ہو۔ (مسلم،

رقم: ۲۹۵۷) اللہ تعالیٰ کے نزدیک چھڑ کے پر کے برابر بھی اس کی حیثیت نہیں ہے۔ (ترمذی، رقم: ۲۳۲۰) اس لیے دنیا سے زیادہ تعلق اور محبت نہیں ہونا چاہیے، کہ بس مال جمع کرنے کی فکر ہو اور گھر بنانے کی دھن ہو، عورتوں کے اندر جب یہ بیماری پیدا ہو جاتی ہے، تو گھر کا ماحول بھی ویسا ہی بن جاتا ہے، اور آخرت ہر ایک کی نظر سے اچھل ہو جاتی ہے، کوشش کی جائے کہ دل دنیا کی محبت سے خالی ہو، اور اس کے لیے موت کو کثرت سے یاد کرنا، لمبے منصوبے نہ بنانا اور دنیا کے فتنے سے بچنے کی دعا کرتے رہنا چاہیے۔

حدیث نمبر ۱۸

زبان کو ذکرِ الہی سے تر رکھیے

حضرت ابو ہریرہ اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں:

لَا يَفْعُدُ قَوْمٌ يَذْكُرُونَ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ إِلَّا حَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ، وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ، وَنَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ، وَذَكَرَهُمُ اللَّهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ. (مسلم، رقم: ۲۷۰۰)

ترجمہ: جب بھی چند لوگ بیٹھ کر اللہ عزوجل کا ذکر کرتے ہیں تو فرشتے ان کے گرد جمع ہو جاتے ہیں، ان پر رحمت چھا جاتی ہے، سکینہ نازل ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے دربار والوں کے درمیان ان کا تذکرہ فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ذکر بڑی فضیلت کا باعث ہے، قرآن میں جگہ جگہ اس کی تعلیم دی گئی ہے اور احادیث میں بہ کثرت اس کی تلقین آئی ہے، اس کے فضائل بھی بہت ہیں، جیسا کہ مذکورہ حدیث میں چار انعامات کا ذکر ہے، اور ایک حدیث میں ہے کہ ذکر کرنے والے شخص کو اللہ تعالیٰ کی معیت نصیب ہوتی ہے۔ (بخاری تعلیقاً) بلکہ ایک حدیث میں یہاں تک مذکور ہے: اللہ تعالیٰ کا ذکر سارے اعمال میں بہتر اور اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں پاکیزہ تر ہے، درجات کو دیگر اعمال کے مقابلے میں زیادہ بلند کرنے والا ہے، حتیٰ کہ راہِ خدا میں

سونا چاندی خرچ کرنے اور میدان جہاد میں دشمنوں کا سر کاٹنے اور خود شہید ہو جانے سے بھی افضل ہے۔ (ترمذی، رقم: ۳۳۷۷)

عورتیں زیادہ تر گھروں میں رہتی ہیں، جس کی وجہ سے انہیں یکسوئی رہتی ہے، اور اس ماحول میں ذکر اللہ کا دل پر بڑا اثر پڑتا ہے؛ اس لیے ذکر کا بھی اہتمام کرنا چاہیے؛ بلکہ کسی بزرگ سے ذکر کا طریقہ معلوم کر کے ان کی ہدایت کے مطابق اس کا معمول بنایا جائے، گھر کا کام کاج بھی چلتا رہے اور زبان پر ذکر بھی جاری ہو، خاص طور پر ان اذکار کو کثرت سے پڑھا جائے کہ یہ بہت فضیلت والے ہیں: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ. سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ. أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ.

حدیث نمبر ۱۹

جو ہے اس پر راضی رہیے

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں:
قَدْ أَفْلَحَ مَنْ أَسْلَمَ، وَرُزِقَ كَفَافًا، وَفَتَّحَهُ اللَّهُ بِمَا آتَاهُ. (مسلم، رقم: ۱۰۵۴)
ترجمہ: وہ شخص کامیاب ہو گیا جو اسلام لایا، اس کو بقدر ضرورت رزق ملا اور اس نے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی چیز پر قناعت کی۔

قناعت ایک بہترین اور عمدہ صفت ہے، جس شخص کو یہ نعمت نصیب ہو جائے تو پھر اس کی زندگی سکون و اطمینان کا گہوارہ بن جاتی ہے، اور اس کو دنیوی لحاظ سے کوئی فکر اور ٹینشن لاحق نہیں ہوتا، قناعت کا مطلب یہ ہے کہ انسان کو جو نعمتیں اور سہولیات میسر ہیں وہ ان پر راضی رہے، مزید کی حرص و ہوس اس کے دل میں نہ ہو اور مزید مال و دولت حاصل کرنے کے لیے لوگوں سے مانگتا پھرتا نہ ہو، دوسرے کا بنگلہ، گاڑی، عہدہ اور منصب وغیرہ دیکھ کر اس کی ہوس نہ کرے۔

حدیث میں ہے کہ قناعت کرنے والا شخص سب سے بڑا مال دار ہے۔ (ترمذی، رقم: ۲۳۰۵) زیادہ مال و دولت اور ساز و سامان جمع کرنے والا شخص جس کا دل مزید کے غم میں بے چین ہو مال دار نہیں؛ بلکہ حقیقی مال دار وہ ہے جس کے پاس تھوڑی سی بھی نعمت ہو تو اسی پر خوش اور راضی ہو۔ (بخاری، رقم: ۶۴۴۶)

اور جو شخص قناعت نہیں کرتا تو ایسے شخص کو چاہے مال سے بھری ہوئی دوادیاں مل جائیں تب بھی وہ تیسری وادی کی تمنا کرے گا اور اس کا پیٹ قبر کی مٹی ہی بھر سکتی ہے۔ (مسلم، رقم: ۱۰۴۸) اس شخص کی دولت کی پیاس کبھی نہیں بجھ سکتی۔ (دارمی، رقم: ۳۴۳) ایسا شخص آخرت سے غافل ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی توجہ سے محروم ہو جاتا ہے۔ (معجم اوسط، رقم: ۵۰۲۵)

قناعت حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ دنیا کے معاملے میں ان افراد کو دیکھا جائے جن کا معیار زندگی ہم سے کمتر ہے، ان کو دیکھ کر شکر اور قناعت کا جذبہ پیدا ہوگا، زیادہ کی لالچ نہیں ہوگی، اور دین کے معاملے میں اپنے سے بلند افراد کو دیکھا جائے، اس سے مزید نیکی کی رغبت ہوگی اور درجات بلند ہوں گے۔ (بخاری، رقم: ۶۴۹۰)

حدیث نمبر ۲۰

حسد کی آگ میں مت جلیے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِيَّاكُمْ وَالْحَسَدَ، فَإِنَّ الْحَسَدَ يَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْخَطْبَ. (ابوداؤد، رقم: ۴۹۰۳)

ترجمہ: تم حسد سے بچو؛ کیوں کہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑیوں کو۔ حسد بہت ہی مذموم جذبہ ہے، اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے والا عمل ہے، جس شخص کے

اندر یہ جذبہ پیدا ہو جاتا ہے وہ نہ دنیا میں چین و سکون کی زندگی گزار سکتا ہے اور نہ آخرت میں امن کی زندگی کا مستحق ہو سکتا ہے، دوسرے کا مال و دولت، عزت و بڑائی، کامیابی و کامرانی، عہدے اور مناصب کو دیکھ کر حسد کرنا اور اس سے اس نعمت کے چھن جانے کی تمنا کو حسد کہا جاتا ہے، خواہ خود کو وہ مال و دولت وغیرہ حاصل ہو یا نہ ہو۔

حسد کرنے والا اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر اعتراض کرتا ہے، کہ فلاں کو وہ نعمت کیوں دی گئی، اس کو نہیں دینا چاہیے تھا، اور اسی درپردہ تقسیم خداوندی پر اعتراض کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ نیکیاں تباہ و برباد ہو جاتی ہیں۔

حسد کرنے والا شیطان کا پیروکار ہے، جب اللہ تعالیٰ نے سجدہ کا حکم فرمایا تو فرشتے تو سارے سجدہ ریز ہو گئے، لیکن ابلیس نے حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا، اور وجہ بتاتے ہوئے کہا: میری تخلیق آگ سے ہوئی ہے جس کی خاصیت اوپر اٹھنا ہوتی ہے، اور آدم کی پیدائش مٹی سے ہوئی جس کی خاصیت نیچے جانا ہوتی ہے، غرض اس طرح اس نے اپنے قلبی حسد کا اظہار کیا اور ابدی راندہ درگاہ ہوا۔ (الاعراف: ۱۸ تا ۱۱)

عورتوں میں حسد یوں ہوتا ہے کہ شوہر نے اپنے والدین کو وہ چیز کیوں دی، اگر والدین نہ ہوتے تو وہ بھی مجھے ملتی، اتنا خرچہ ان پر ہو رہا ہے، اگر وہ نہ ہوتے تو یہ پیسے میرے ہو جاتے، اسی طرح رشتے دار اور پڑوس کی عورتوں سے بھی حسد ہوتا ہے جس کا اظہار اس طرح ہوتا ہے کہ ان کے عیوب اور اپنے کمالات بیان کرنے لگتی ہیں، اس گناہ سے بچنے کی ضرورت ہے، اس کے لیے اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر مکمل بھروسہ ہونا چاہیے کہ میرے لیے جتنا مقدر ہے اتنا مل کر رہے گا، نیز جس سے جس نعمت کی وجہ سے حسد ہو رہا ہے اس کے لیے اس نعمت میں مزید ترقی کی دعا کا بھی اہتمام ہو، اور مجلسوں میں اس کی تعریف کرتا رہے۔

نمبری سوالات

- سوال ۱: کن چیزوں سے عذاب قبر ہوتا ہے؟
- سوال ۲: چغل خوری کے دینی اور معاشرتی نقصانات پر روشنی ڈالیں۔
- سوال ۳: مال کی محبت کو تمام گناہوں کی جڑ کہا گیا ہے، آپ وضاحت کریں کہ کس طرح مال کی محبت آدمی کو دوسرے گناہوں تک پہنچا دیتی ہے؟
- سوال ۴: ذکر کے فضائل بتائیں۔
- سوال ۵: کیا آپ گھر کے کام کاج یا فارغ اوقات میں ذکر کرتی ہیں؟
- سوال ۶: فضیلت والے اذکار کون سے ہیں؟
- سوال ۷: قناعت کا مفہوم کیا ہے؟
- سوال ۸: قناعت کی صفت کیسے پیدا ہوگی؟
- سوال ۹: اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر کون اعتراض کرتا ہے؟
- سوال ۱۰: عورتوں میں کس طرح حسد ہوتا ہے؟

دل میں کینہ مت پالیے

حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ لوگوں میں سب سے افضل کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

كُلُّ مَخْمُومٍ الْقَلْبِ، صَدُوقِ اللِّسَانِ، قَالُوا: صَدُوقُ اللِّسَانِ، نَعْرِفُهُ، فَمَا مَخْمُومُ الْقَلْبِ؟ قَالَ: هُوَ التَّقِيُّ النَّقِيُّ، لَا إِثْمَ فِيهِ، وَلَا بَغْيٍ، وَلَا غِلٍّ، وَلَا حَسَدٍ. (ابن ماجہ، رقم: ۴۲۱۶)

ترجمہ: ہر وہ شخص جو مخموم القلب اور زبان کا سچا ہو، صحابہ نے کہا: زبان کا سچا ہونا تو ہمیں سمجھ میں آگیا، مخموم القلب کا کیا مطلب ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: وہ آدمی جو متقی و پرہیزگار ہو، اس کا دل ایسا صاف ہو اس میں کوئی گناہ، سرکشی، کینہ اور حسد نہ ہو۔

کینہ یہ ہے کہ جب انسان کو کسی سے کوئی تکلیف پہنچے اور وہ اس کا بدلہ لینے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو اندر ہی اندر اس شخص سے نفرت کرنے لگے اور اس کے کسی مصیبت میں مبتلا ہونے کی تمنا کرے؛ تاکہ اس طرح اس کا بدلہ پورا ہو جائے، یہ بہت ہی مذموم جذبہ ہے، اس سے انسان کا ذہنی سکون ختم ہو جاتا ہے اور دین بھی برباد ہوتا ہے۔

حضور ﷺ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: کسی سے کینہ نہ رکھنا! یہ میری سنت ہے، اور میری سنت پر عمل کرنے والا میرا محبوب اور جنت میں میرا رفیق ہوگا۔ (ترمذی، رقم: ۲۶۷۸) نبی کریم ﷺ نے دنیا میں ہی ایک صحابی کو جنت کی خوش خبری سنائی؛ کیوں کہ ان کا خاص عمل یہ تھا کہ وہ اپنے دل میں کسی مسلمان کی طرف سے کینہ نہیں رکھتے تھے۔ (مسند احمد، رقم: ۱۲۶۹۷)

حدیث میں ہے: کینہ دین کو مونڈ دیتا ہے۔ (ترمذی، رقم: ۲۵۱۰) ہر پیر اور جمعرات کو تمام مؤمنین کی مغفرت کردی جاتی ہے؛ البتہ ان بندوں کی بخشش موقوف کردی جاتی ہے جن کے دلوں میں کینہ ہو، اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: جب تک یہ صلح نہ کر لیں تب تک

انہیں چھوڑ دو۔ (مسلم، رقم: ۲۵۶۵) شبِ براءت میں بھی اس شخص کی مغفرت نہیں ہوتی جس کے دل میں کسی کی طرف سے کینہ ہو۔ (معجم کبیر طبرانی، رقم: ۵۹۰)

کینہ کا علاج یہ ہے کہ جب کسی سے جھگڑا ہو جائے تو اس کو معاف کر دے اور اس کے ساتھ تعلقات برقرار رکھے، سلام کلام اور خوشی غمی میں شرکت نہ چھوڑے اور اس کی خوش حالی و راحت کی دعا کرتا رہے، ان شاء اللہ دل صاف ہو جائے گا، درج ذیل دعا کا بھی اہتمام ہو:

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ. (الحشر: ۱۰)

اے ہمارے پروردگار! ہماری بھی مغفرت فرمائیے، اور ہمارے ان بھائیوں کی بھی جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں، اور ہمارے دلوں میں ایمان لانے والوں کے لیے کوئی کینہ نہ رکھیے، اے ہمارے پروردگار! آپ بہت شفیق، بہت مہربان ہیں۔

حدیث نمبر ۲۲

کنجوسی مت کیجیے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

السَّخِيُّ قَرِيبٌ مِّنَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْجَنَّةِ قَرِيبٌ مِّنَ النَّاسِ بَعِيدٌ مِّنَ النَّارِ، وَالْبَخِيلُ بَعِيدٌ مِّنَ اللَّهِ بَعِيدٌ مِّنَ الْجَنَّةِ بَعِيدٌ مِّنَ النَّاسِ قَرِيبٌ مِّنَ النَّارِ، وَالْجَاهِلُ السَّخِيُّ أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ مِّنْ عَابِدٍ بَخِيلٍ. (ترمذی، رقم: ۱۹۶۱)

ترجمہ: سخی اللہ تعالیٰ سے، جنت سے اور لوگوں سے قریب ہوتا ہے، جہنم سے دور ہوتا ہے، جب کہ بخیل اللہ تعالیٰ سے، جنت سے اور لوگوں سے دور ہوتا ہے، جہنم سے قریب ہوتا ہے، جاہل (جو صرف فرائض و سنن پر اکتفا کرتا ہو) سخی اللہ تعالیٰ کو بخیل عابد (جو اپنا اکثر وقت عبادت اور نوافل میں گزارتا ہو) کے مقابلے میں زیادہ پسند ہے۔

بخل یہ ہے کہ جہاں خرچ کرنا شرعاً فرض یا واجب ہو یا جہاں اخلاقاً اور مروءۃ خرچ کرنا چاہیے آدمی وہاں خرچ نہ کرے، چوں کہ بخیل اللہ تعالیٰ اور مخلوق کے مالی حقوق کو تلف کرتا ہے؛ اس لیے وہ اللہ اور لوگوں کی نظر میں قابل نفرت اور جہنم میں داخل ہونے کا مستحق قرار پاتا ہے، بخل ایک باطنی بیماری؛ بلکہ بیماریوں کی سردار ہے۔ (بخاری، رقم: ۴۳۸۳) اللہ تعالیٰ کو یہ بہت ہی ناپسند ہے۔ (شعب الایمان، رقم: ۷۲۵۳) اور جس شخص میں یہ بیماری ہو وہ جنت میں داخلے کا مستحق نہیں ہے۔ (ترمذی، رقم: ۱۹۶۳)

بخل سے کس طرح بچا جائے؟ اس کی وضاحت خود حدیث میں موجود ہے: جس شخص کے اندر تین باتیں ہو وہ بخل سے محفوظ رہے گا: ۱۔ زکوٰۃ ادا کی۔ (تمام فرض و واجب مالی حقوق ادا کیے) ۲۔ مہمان نوازی کی۔ ۳۔ حادثات کے موقع پر لوگوں کی اعانت کی۔ (معجم کبیر طبرانی، رقم: ۴۰۹۷)

جو شخص مذکورہ باتوں پر عمل کرتا ہے اور سخاوت سے کام لیتا ہے تو ایسا شخص اللہ تعالیٰ کے دربار میں مقبولیت، لوگوں کی نظر میں محبوبیت اور جنت میں داخلے کا سرٹیفکیٹ حاصل کر لیتا ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک مرتبہ اشرفیوں سے بھری تھیلی آئی، آپ نے خادمہ کو اسے تقسیم کرنے کی ذمہ داری دی، شام تک تقسیم ہوتی رہی اور تھیلی خالی ہو گئی، بعد میں خادمہ کے توجہ دلانے پر احساس ہوا کہ کچھ بچا کر رکھ لینا چاہیے تھا؛ کیوں کہ گھر میں تین دن سے فاقہ ہے۔ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا چڑے کا مشکیزہ بنا کر فروخت کرتیں، اور آمدنی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے فقراء و مساکین پر خرچ کرتیں، جن کی سخاوت کی گواہی خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی۔ (بخاری، رقم: ۱۴۲۰)

صفائی ستھرائی کا خیال رکھیے

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں:
الطُّهُورُ شَطْرُ الْإِيمَانِ. (مسلم، رقم: ۲۲۳)
ترجمہ: پاکی آدھا ایمان ہے۔

آمد اسلام سے قبل دنیا باطنی گندگی سے ملوث تھی ہی؛ ظاہری لحاظ سے بھی صفائی ستھرائی کا اہتمام نہیں تھا، عیسائی راہب لباس نہیں پہنتے تھے اور اپنے مخصوص اعضاء کو بڑھے ہوئے بالوں کے ذریعے چھپاتے تھے، پانی کے استعمال کو باعثِ عار سمجھتے تھے، ہندوؤں میں بھی صفائی کا خیال نہیں، حتیٰ کہ گوبر اور پیشاب کو بھی وہ پوتر کہتے ہیں اور مقدس گردان کر پیتے اور دیگر کاموں میں استعمال کرتے ہیں، یہ اسلام کا امتیاز ہے کہ اس نے اپنے ماننے والوں کو صفائی ستھرائی کے تعلق سے بڑا ہی حساس بنایا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر دوسری وحی ہی میں کپڑے پاک رکھنے کی ہدایت دی گئی۔ (المذثر: ۴) اہل قبا جب استنجاء کے لیے جاتے تو طہارت کے لیے پتھر کے ساتھ پانی بھی استعمال کرتے تو ان کی تعریف کرتے ہوئے انہیں خدا کا محبوب قرار دیا گیا۔ (التوبہ: ۱۰۸ و ابوداؤد، رقم: ۴۴) اللہ تعالیٰ پاک اور صاف ستھرے ہیں، پاکی اور صفائی ستھرائی کو پسند فرماتے ہیں۔ (ترمذی، رقم: ۲۷۹۹)

طہارت کی اس اہمیت کے پیش نظر ہر موقع پر صفائی کا اہتمام رکھنا چاہیے:

- ۱- حیض و نفاس سے پاک ہونے کے بعد فوراً غسل کیا جائے، شرم گاہ کے پاس بدبو اگر کچھ باقی رہ جاتی ہو تو عطر وغیرہ لگا کر اس کو دور کیا جائے۔
- ۲- ہمیشہ با وضو رہنے کی کوشش کی جائے۔
- ۳- مسواک کا اہتمام ہو، خاص طور پر جب کہ نماز سے قبل ایسی چیزیں کھائی ہوں جن سے بو پیدا ہوتی ہو۔ (لہسن، پیاز اور مولیٰ وغیرہ)

- ۴- ہر ہفتہ زائد بالوں (بغل اور شرم گاہ کے آس پاس) کو صاف کیا جائے۔
- ۵- چھوٹے بچوں کی پرورش کا جب مسئلہ آتا ہے تو عورتیں اپنے کپڑوں، بستر اور ان جگہوں کو پاک کرنے کا اہتمام نہیں کرتیں جہاں بچے نے پیشاب یا پاخانہ کیا ہو، یہ بہت بڑی غلطی ہے، تین مرتبہ اچھی طرح دھونا اور ہر بار نچوڑنا ضروری ہے، اس میں کوتاہی سے نمازیں بھی صحیح نہیں ہوتیں اور قبر میں بھی عذاب ہوتا ہے۔ (مستدرک حاکم، رقم: ۶۵۴)
- ۶- گھر کو بھی گندگی اور مکڑی کے جالوں سے صاف رکھا جائے۔

حدیث نمبر ۲۴

پڑوسیوں کے ساتھ اچھا سلوک کیجیے

حضرت ابو شریح خزاعی رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں:

وَاللّٰهُ لَا يُؤْمِنُ، وَاللّٰهُ لَا يُؤْمِنُ، وَاللّٰهُ لَا يُؤْمِنُ! قِيلَ: وَمَنْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: الَّذِي لَا يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَاقِيهِ. (بخاری، رقم: ۶۰۱۶)

ترجمہ: قسم اللہ کی! وہ مؤمن نہیں، قسم اللہ کی! وہ مؤمن نہیں، قسم اللہ کی! وہ مؤمن نہیں، عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! کون مؤمن نہیں؟ فرمایا: وہ آدمی جس کی شرارتوں اور آفتوں سے اس کے پڑوسی خائف رہتے ہوں۔

دین اسلام میں اس بات کا خاص خیال رکھا گیا ہے کہ ہر شخص دوسرے کے حقوق کو ادا کرے اور اس کو کسی قسم کی تکلیف دینے سے حتی الامکان گریز کرے، اور اسی وجہ سے معاشرے میں جن جن لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے ان کے حقوق واضح طور پر بیان کیے گئے ہیں اور انہیں ادا کرنے کی تلقین کی گئی ہے، پڑوسی سے بھی دن میں کئی بار آمناسا منا ہوتا ہے؛ لہذا اس کے سلسلے میں شریعت کے اندر بہت ہی واضح ہدایات ملتی ہیں۔

حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ جبریل علیہ السلام میرے پاس آ کر پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کے بارے میں اتنی تاکید کرنے لگے کہ ایسا محسوس ہوتا تھا وہ پڑوسی کو وراثت میں بھی حصہ دار بنادیں گے۔ (بخاری، رقم: ۶۰۱۴) جو شخص پڑوسیوں کے ساتھ بدسلوکی کرتا ہو اس کے لیے جہنم کی وعید ہے۔ (مسلم، رقم: ۴۶) پڑوسی کو تکلیف دینے والا حضور ﷺ کو تکلیف دینے والا اور اس سے جھگڑنے والا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے جھگڑنے والا ہے۔ (الترغیب والترہیب، رقم: ۳۸۶۳)

پڑوسی کے حقوق: اگر وہ بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت کرے، اس کا انتقال ہو جائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جائے، اگر وہ قرض مانگے تو قرض دے، اگر کوئی بُرا کام کرے تو پردہ پوشی کرے، خوشی کے موقع پر اس کو مبارک باد دے اور مصیبت کے موقع پر تعزیت کرے، اپنی عمارت اس کی عمارت سے اس طرح بلند نہ کرے کہ اس کے گھر کی ہو بند ہو جائے، اور جب گھر میں کوئی اچھا کھانا پکے تو اس میں سے کچھ اس کے گھر بھیج دے۔ (معجم کبیر طبرانی، رقم: ۱۰۱۴)

حدیث نمبر ۲۵

جھوٹ مت بولے

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں:

عَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ، فَإِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ، وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ، وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَصْدُقُ وَيَتَحَرَّى الصِّدْقَ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللَّهِ صِدْقًا، وَإِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ، فَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِي إِلَى الْفُجُورِ، وَإِنَّ الْفُجُورَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ، وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَكْذِبُ وَيَتَحَرَّى الْكَذِبَ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللَّهِ كَذَابًا. (مسلم، رقم: ۲۶۰۷)

ترجمہ: تم سچائی کو لازم پکڑو، اور ہمیشہ سچ ہی بولو، کیونکہ سچ بولنا نیکی کے راستے پر ڈال

دیتا ہے اور نیکی جنت تک پہنچا دیتی ہے، اور آدمی جب ہمیشہ سچ ہی بولتا ہے اور سچائی ہی کو اختیار کر لیتا ہے تو وہ اللہ کے یہاں صدیق لکھ لیا جاتا ہے، اور جھوٹ سے ہمیشہ بچتے رہو؛ کیوں کہ جھوٹ بولنے کی عادت آدمی کو بدکاری کے راستے پر ڈال دیتی ہے اور بدکاری اس کو دوزخ تک پہنچا دیتی ہے، اور آدمی جھوٹ بولنے کا عادی ہو جاتا ہے اور جھوٹ کو اختیار کر لیتا ہے تو انجام یہ ہوتا ہے کہ وہ اللہ کے یہاں کذاب لکھ لیا جاتا ہے۔

جھوٹ بولنا منافق کی علامت ہے۔ (بخاری، رقم: ۳۳) جھوٹ کی بدبو سے فرشتے ایک میل دور چلے جاتے ہیں۔ (ترمذی، رقم: ۱۹۷۲) جھوٹ کی وجہ سے انسان اپنا اعتماد کھودیتا ہے اور معاشرہ تباہی کے دہانے پر پہنچ جاتا ہے۔

جھوٹ کی مختلف شکلیں

* جھوٹی گواہی گناہ کبیرہ ہے۔ (بخاری، رقم: ۵۹۷۶) * جھوٹی قسم کھا کر کسی کا حق ہڑپ لینے والا اور دھوکہ دینے والا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی نگاہِ رحمت کا مستحق نہیں ہوگا، اس کے لیے جنت حرام ہے۔ (مسلم، رقم: ۱۰۶۱۳) * بچوں کو بہلانے کے لیے جھوٹ بولنا، کوئی چیز دیں گے کہہ کر نہ دینا۔ (ابوداؤد، رقم: ۴۹۹۱) * مذاق میں لوگوں کو ہنسانے کے لیے جھوٹ بولنے والے کے لیے ہلاکت ہے۔ (ابوداؤد، رقم: ۴۹۹۰) * ہر سنی سنائی بات بولنا بھی جھوٹ ہے۔ (مقدمہ مسلم)

☆☆☆☆☆

نمبری سوال

- سوال ۱: کینہ کے نقصانات ذکر کریں۔
- سوال ۲: کینہ کا علاج کیا ہے؟
- سوال ۳: بخیل اور سخی میں کون بہتر ہے؟ اور کیوں؟
- سوال ۴: حضرت عائشہ اور حضرت زینب کی سخاوت کے بارے میں لکھیں؟
- سوال ۵: اسلام سے پہلے لوگوں میں صفائی ستھرائی سے متعلق کیا تصور تھا؟
- سوال ۶: طہارت کا خیال کہاں کہاں رکھا جائے؟
- سوال ۷: پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک سے متعلق چند احادیث لکھیں۔
- سوال ۸: پڑوسی کے کیا حقوق ہیں؟
- سوال ۹: جھوٹ کی چند شکلیں بتائیں۔

باحیا زندگی گزارے

حضرت انس رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں:

لِكُلِّ دِينٍ خُلُقٌ. وَخُلُقُ الْإِسْلَامِ الْحَيَاءُ. (ابن ماجہ، رقم: ۴۱۸۱)

ترجمہ: ہر دین کا ایک امتیازی وصف ہے، اور اسلام کا امتیازی وصف حیا ہے۔

شرم و حیا ایک ایسا اہم، فطری اور بنیادی وصف ہے جس کو انسان کی سیرت سازی میں بڑا دخل ہے، یہی وہ وصف ہے جو انسان کو بہت سے برے کاموں اور بری باتوں سے روکتا ہے، اچھے اور شریفانہ کاموں کے لیے آمادہ کرتا ہے، یہ عورتوں کا زیور ہے، اسی سے ان کی خوب صورتی ہے، حیا کا ایمان کے ساتھ گہرا تعلق ہے، اگر حیا ختم ہو جائے تو ایمان بھی خطرے میں پڑ جائے گا۔ (شعب الایمان، رقم: ۷۳۳۱) جس شخص کے اندر حیا نہیں تو پھر اسے کوئی بھی نامناسب یا غلط کام کرنے میں جھجک نہیں ہوتی ہے۔ (بخاری، رقم: ۳۴۸۳)

اللہ تعالیٰ سے بھی حیا کرنی چاہیے، حدیث کا مفہوم ہے: اللہ تعالیٰ سے حیا کرنے کا حق یہ ہے کہ بُرے خیالات سے دماغ کی اور حرام و ناجائز غذا سے پیٹ کی حفاظت کرو، اور موت اور موت کے بعد قبر میں جو حالت ہونی ہے اس کو یاد کرو۔ (مسند احمد، رقم: ۳۶۷۱)

حیا کے چند تقاضے: اجنبی مردوں سے کسی قسم کا تعلق نہ رکھا جائے، ناجائز اور نفسانی خواہشات سے بچنے کی پوری کوشش ہو، جنسی بے راہ روی سے مکمل گریز ہو، بلا ضرورت اپنے ستر کو بھی نہ دیکھے، میاں بیوی بھی ایک دوسرے کے ستر کو نہ دیکھیں، بلا ضرورت گھر سے باہر نہ نکلیں، نکلیں تو مکمل حیا کے ساتھ، کسی ایسی حرکت کا ارتکاب نہ ہو جو لوگوں کی نگاہوں کو اس کی جانب متوجہ کرے، اپنی زیب و زینت کو ظاہر نہ کریں۔

صبر و شکر کی عادت ڈالنے

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں:

عَجَبًا لِأَمْرِ الْمُؤْمِنِ، إِنَّ أَمْرَهُ كُلَّهُ خَيْرٌ، وَلَيْسَ ذَاكَ لِأَحَدٍ إِلَّا لِلْمُؤْمِنِ، إِنْ أَصَابَتْهُ سَرَّاءٌ شَكَرَ، فَكَانَ خَيْرًا لَهُ، وَإِنْ أَصَابَتْهُ ضَرَاءٌ، صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ. (مسلم، رقم: ۲۹۹۹)

ترجمہ: بندہ مؤمن کا معاملہ بھی عجیب ہے، اس کے لیے ہر حال میں خیر ہی خیر ہے، اگر اس کو خوشی اور راحت پہنچے تو وہ اپنے رب کا شکر ادا کرتا ہے، اور یہ اس کے لیے خیر ہی خیر ہے، اور اگر اُسے کوئی دکھ اور رنج پہنچتا ہے تو وہ اس پر صبر کرتا ہے، اور یہ صبر بھی اس کے لیے سراسر خیر ہوتا ہے۔

اس دنیا میں دکھ اور رنج بھی ہے اور آرام اور خوشی بھی، شادی بھی ہے اور غمی بھی، شیرینی بھی ہے اور تلخی بھی، سردی بھی ہے اور گرمی بھی، خوشگوار بھی ہے اور ناخوشگوار بھی، اور سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے اور اسی کے حکم اور فیصلہ سے ہوتا ہے؛ اس لیے اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنے والے بندوں کا حال یہ ہونا چاہیے کہ جب کوئی دکھ اور مصیبت (کسی کا انتقال یا طویل بیماری یا معاشی تنگی وغیرہ) پیش آجائے تو وہ مایوسی اور سراسیمگی کا شکار نہ ہوں؛ بلکہ ایمانی صبر و ثبات کے ساتھ اس کا استقبال کریں، اور ہر آنے والے سے حالات کا شکوہ کرنے کے بجائے دل میں اس یقین کو تازہ کریں کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، جو ہمارا حکیم اور کریم رب ہے، اور وہی ہم کو اس دکھ اور مصیبت سے نجات دینے والا ہے، ایسے شخص کے لیے جنت اور مغفرت کا وعدہ ہے۔ (ابن ماجہ، رقم: ۱۵۹۷ و معجم کبیر طبرانی، رقم: ۱۱۴۳۸) قرآن میں صبر کرنے والوں کے متعلق کہا گیا: یہ وہ لوگ ہیں جن پر ان کے پروردگار کی طرف سے خصوصی عنایتیں ہیں، اور رحمت ہے اور یہی لوگ ہیں جو ہدایت پر ہیں۔ (البقرہ: ۵۷)

اسی طرح جب حالات سازگار ہوں، چاہت کے مطابق زندگی گزر رہی ہو اور خوشی اور شادمانی کے سامان میسر ہوں تو اس کو اپنا کمال اور اپنی قوت بازو کا نتیجہ نہ سمجھیں؛ بلکہ اس وقت اپنے دل میں اس یقین کو تازہ کریں کہ یہ سب کچھ محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی بخشش ہے، اور وہ جب چاہے اپنی بخشی ہوئی ہر نعمت چھین بھی سکتا ہے، اس لئے ہر نعمت پر اس کا شکر ادا کریں، شکر سے نعمت باقی رہتی ہے اور اس میں اضافہ ہوتا ہے۔ (ابراہیم: ۷) مؤمن شاکر عذاب سے محفوظ رہتا ہے۔ (النساء: ۱۴) شکر اللہ کا پسندیدہ عمل ہے۔ (الزمر: ۷)

حدیث نمبر ۲۸

اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے رہیے

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں:

مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَدْعُو بِدَعْوَةٍ لَيْسَ فِيهَا إِيْمٌ وَلَا قَطِيعَةٌ رَحِمَ إِلَّا أَعْطَاهُ اللَّهُ بِهَا إِحْدَى ثَلَاثٍ: إِمَّا أَنْ تُعَجَّلَ لَهُ دَعْوَتُهُ، وَإِمَّا أَنْ يَدَّخِرَهَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ، وَإِمَّا أَنْ يَصْرِفَ عَنْهُ مِنَ الشُّؤْمِ مِثْلَهَا قَالُوا: إِذَا نُكُنْتُ، قَالَ: اللَّهُ أَكْثَرُ.

(مسند احمد، رقم: ۱۱۱۳۳)

ترجمہ: جو مؤمن بندہ کوئی دعا کرتا ہے جس میں کوئی گناہ کی بات نہ ہو اور نہ قطع رحمی ہو تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کو تین چیزوں میں سے کوئی ایک چیز ضرور عطا ہوتی ہے، یا تو جو اس نے مانگا ہے وہی اس کو ہاتھ کے ہاتھ عطا فرما دیا جاتا ہے، یا اس کی دعا کو آخرت میں اس کا ذخیرہ بنا دیا جاتا ہے، (اور یہ ذخیرہ اتنا قیمتی ہوگا کہ انسان تمنا کرے گا: کاش میری کوئی دعا قبول نہ ہوتی۔) (مسند رک حاکم، رقم: ۱۸۱۹) یا آنے والی کوئی مصیبت اور تکلیف اس دعا کے حساب میں روک دی جاتی ہے، صحابہ نے عرض کیا: جب بات یہ ہے (کہ ہر دعا ضرور قبول ہوتی ہے اور اس کے حساب میں کچھ نہ کچھ ضرور ملتا ہے) تو ہم

بہت زیادہ دعائیں کریں گے! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے پاس اس سے بھی زیادہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کے حضور میں انتہائی تذلل، بندگی، سرافکندگی، عاجزی، لاچاری اور بے بسی کا اظہار عبدیت کہلاتا ہے، اور اس کا ایک خاص مظہر دعا ہے، دعا کے وقت بندے کا ظاہر و باطن عبدیت میں ڈوبا ہوتا ہے، اور یہ حالت اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے، یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ کے اوصاف میں غالب ترین وصف دعا ہے، قرآن کریم میں جگہ جگہ دعا مانگنے کی تلقین کی گئی ہے، ایک جگہ کہا گیا: مجھے پکارو، میں تمہاری دعائیں قبول کروں گا، بیشک جو لوگ تکبر کی بنا پر میری عبادت (دعا) سے منہ موڑتے ہیں وہ ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔ (غافر: ۶۰) دعائیں عبادت؛ بلکہ عبادت کا مغز ہے، اور اس سے زیادہ عزیز اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی چیز نہیں ہے، جو شخص دعا کرتا رہتا ہے اس کے لیے رحمت کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ (ترمذی، رقم: ۲۹۶۹ و ۳۳۷۰ و ۳۳۷۸ و ۳۵۴۸) دعا مؤمن کا ہتھیار ہے، دشمنوں سے حفاظت کرتی ہے اور رزق بھی وافر مقدار میں عطا ہوتا ہے۔ (مسند ابی یعلیٰ، رقم: ۱۸۱۲) اور جو شخص دعا نہیں مانگتا اس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں۔ (ترمذی، رقم: ۳۳۷۳)

دعا کے سلسلے میں چند ہدایات: دعا پورے یقین کے ساتھ ہو، دل غافل اور لا پرواہ نہ ہو، صرف پریشانی کے موقع پر نہیں؛ بلکہ خوش حالی میں بھی دعا کرے۔ (ترمذی، رقم: ۳۳۷۹ و ۳۳۸۲) اس کا رزق حلال ہو، حرام نہ ہو، جان، مال اور اولاد کے خلاف بددعا یا اپنی موت کی تمنا نہ ہو۔ (مسلم، رقم: ۱۰۱۵ و ۳۰۰۹ و ۲۶۸۲) دعا سے قبل حمد و صلاۃ پڑھ لے، پہلے اپنے لیے پھر دوسروں کے لیے دعا مانگی جائے۔ (ترمذی، رقم: ۳۳۷۷ و ۳۳۸۵)

اولاد کے لیے ماں باپ کی دعا، کسی کے حق میں غائبانہ دعا، مسافر اور پردیسی، مظلوم، حاجی، مجاہد اور بیمار ان سب کی دعا جلد قبول ہوتی ہے۔ (ابوداؤد، رقم: ۱۵۳۶ و شعب

الایمان، رقم: ۱۰۸۷)

دعا کی قبولیت کے خاص اوقات: فرض نماز اور ختم قرآن کے بعد، جہاد، بارش، نماز اور کعبۃ اللہ کے دیدار کے وقت۔ (معجم کبیر طبرانی، رقم: ۶۲۷ و ۷۱۳) اذان اور اقامت کے درمیان۔ (ابوداؤد، رقم: ۵۲۱) رات کے اخیر حصہ میں۔ (مسلم، رقم: ۷۵۸)

ان دعاؤں کا بھی اہتمام ہو جو روزمرہ کی زندگی میں پیش آنے والے امور کے سلسلے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں، بہت سے کتابچے مطبوعہ ہیں، مستند عالم سے پوچھ کر کسی ایک کتابچہ کو خرید کر ان دعاؤں کو یاد کر کے انہیں روز پڑھنے کا معمول بنانا چاہیے۔

حدیث نمبر ۲۹

حرام لقمے سے بچے

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں:

لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ جَسَدٌ غُذِيَ مِنَ الْحَرَامِ. (معجم اوسط، رقم: ۵۹۶۱)

ترجمہ: جس جسم کی پرورش حرام سے ہوئی ہو وہ جنت میں داخل نہیں ہو سکتا۔

شریعت اسلامی میں حلال رزق کھانے کی بڑی اہمیت ہے، حتیٰ کہ انبیاء و رسل کو بھی اس کی تاکید کی گئی ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا. (المؤمنون: ۵۱)

اے پیغمبرو! پاکیزہ چیزوں میں سے (جو چاہو) کھاؤ اور نیک عمل کرو۔

اس آیت میں اگرچہ پیغمبروں سے خطاب ہے؛ مگر حکم ساری امت کو دیا جا رہا ہے کہ وہ پاکیزہ مال کھائیں، پھر اس کے فوراً بعد نیک عمل کا حکم دینے میں اس طرف اشارہ ہے کہ حلال غذا کا عمل صالح میں بڑا دخل ہے، جب غذا حلال ہوتی ہے تو نیک اعمال کی توفیق خود بخود ہونے لگتی ہے اور غذا حرام ہو تو نیک کام کا ارادہ کرنے کے باوجود بھی اس

میں مشکلات حائل ہو جاتی ہیں۔

حرام کی تھوڑی سی بھی آمیزش بہت بڑا جرم ہے، ارشادِ نبوی ہے: اگر کوئی انسان کپڑا دس درہم میں خریدے جن میں سے نو درہم ہے حلال؛ لیکن ایک درہم حرام کا ملا ہوا ہے، گویا دسواں حصہ اس کا حرام ہے تو جب تک وہ کپڑا اس کے جسم پر رہے گا اللہ تعالیٰ اس کی عبادت کو قبول نہیں فرمائیں گے۔ (مسند احمد، رقم: ۵۷۳۲) حرام کھانے والے شخص کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ (مسلم، رقم: ۱۰۱۵) حرام مال سے کیا گیا صدقہ بھی قبول نہیں ہوتا، اس میں برکت نہیں ہوتی، اور اس کے مرنے کے بعد جہنم کا سامان ہوتا ہے۔ (مسند احمد، رقم: ۳۶۷۲) عام گھرانوں میں۔ فطرت کے مطابق۔ مرد کما کر لاتے ہیں اور عورتیں گھر کا نظام سنبھالتی ہیں، اس صورت میں عورت کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ مرد پر غیر ضروری اخراجات کا بوجھ اور اپنی خواہشات کو پورا کرنے کے لیے زور نہ ڈالے، عورت کے اندر اگر قناعت کا مادہ نہ ہو اور وہ فضول خرچی کی رسیا ہو تو پھر مرد کو زیادہ پیسوں کے لیے حرام کمائی پر مجبور کر دیتی ہے، اس میں جہاں مرد گنہگار ہوگا وہیں عورت بھی اس جرم میں برابر کی شریک ہوگی، اور ایسا خاندان کبھی رحمتِ الہی کا مستحق نہیں ہو سکتا اور نہ حقیقی خوشیاں اسے میسر ہو سکتی ہیں، ذہن میں رکھیں کہ چند روزہ دنیوی عیش و لذت کو چھوڑ کر آخرت کے عذاب سے بچ جانا بہت ہی فائدے کا سودا ہے۔

حدیث نمبر ۳۰

کسی پر ظلم مت کیجیے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ دریافت فرمایا: مفلس کون ہے؟ صحابہ نے کہا: ہمارے نزدیک مفلس وہ شخص ہے جس کے پاس نہ درہم ہو، نہ کوئی ساز و سامان، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ أُمَّتِي يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِصَلَاةٍ، وَصِيَامٍ، وَزَكَاةٍ، وَيَأْتِي قَدْ شَتَمَ هَذَا، وَقَذَفَ هَذَا، وَأَكَلَ مَالَ هَذَا، وَسَفَكَ دَمَ هَذَا، وَضَرَبَ هَذَا، فَيُعْطَى هَذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ، وَهَذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ، فَإِنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُهُ قَبْلَ أَنْ يُفْضَى مَا عَلَيْهِ أُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ، ثُمَّ طُرِحَ فِي النَّارِ.

(مسلم، رقم: ۲۵۸۱)

ترجمہ: میری امت کا مفلس وہ شخص ہے جو قیامت کے دن نماز، روزہ اور زکوٰۃ لے کر آئے گا، اور اس حال میں آئے گا کہ (دنیا میں) کسی کو گالی دی ہوگی، کسی پر بہتان لگایا ہوگا، کسی کا مال کھایا ہوگا، کسی کا خون بہایا ہوگا اور کسی کو مارا ہوگا، تو اس کی نیکیوں میں سے مظلوم صاحب حق کو دیا جائے گا، اور اگر اُس کے ذمہ واجب الاداء حقوق کی ادائیگی سے پہلے ہی اس کی نیکیاں ختم ہو جائیں تو اصحاب حقوق کے گناہوں کو لے کر اس پر ڈالا جائے گا، پھر اس کو جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

اسلام میں حقوق کا باب بڑا وسیع ہے، ہر شخص کے حق کو تفصیل کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے اور اس کو ادا کرنے کی تاکید کی گئی ہے، ان کا مطالعہ کر کے تمام حقوق کی ادائیگی کی فکر کرنا ضروری ہے؛ ورنہ یہ نماز روزے اور زکوٰۃ و صدقات کوئی فائدہ نہیں دیں گے؛ بلکہ الٹا آدمی مزید گناہ لے کر جہنم کے گڑھے میں جا گرے گا۔

زمین پر ناجائز قبضہ، چوری، گالم گلوچ، غیبت، لڑائی جھگڑا، بلا اجازت دوسرے کی چیز استعمال کرنا وغیرہ یہ ساری چیزیں آخرت میں انسان کو مفلس بنا دیتی ہیں، مفلسی سے بچنے کا واحد راستہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد پر عمل ہے: کامل مسلمان وہ ہے کہ جس کی زبان اور ہاتھ سے دیگر مسلمان محفوظ رہیں، یعنی جس کے کسی قول و فعل سے دوسرے کو تکلیف نہ پہنچے۔ (بخاری، رقم: ۱۰)

☆☆☆☆☆

نمبری سوال

- سوال ۱: حیا کے کیا تقاضے ہیں؟
- سوال ۲: صبر و شکر کا کیا مطلب ہے؟
- سوال ۳: دعا کی اہمیت واضح کریں۔
- سوال ۴: دعا کرتے وقت کن باتوں کو ملحوظ رکھنا چاہیے۔
- سوال ۵: قبولیت دعا کے کیا اوقات ہیں؟
- سوال ۶: حرام کی نحوست پر چند سطر لکھیں۔
- سوال ۷: ایک عورت حرام لقمہ سے خود کو اور گھر والوں کو بچانے میں کیا کردار ادا کر سکتی ہے؟
- سوال ۸: مفلس کون ہے؟
- سوال ۹: مفلس بنانے والے اعمال کون سے ہیں؟

پردہ شرعی کا پہلا درجہ

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں:

إِنَّ الْمَرْأَةَ عَوْرَةٌ، فَإِذَا خَرَجَتْ اسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ، وَأَقْرَبُ مَا تَكُونُ مِنْ وَجْهِ رَبِّهَا وَهِيَ فِي فَعْرِ بَيْتِهَا. (صحیح ابن خزیمہ، رقم: ۱۶۸۵)

ترجمہ: عورت چھپانے کی چیز ہے، جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کو تاکتا ہے، عورت اپنے پروردگار کے سب سے زیادہ قریب اس وقت ہوتی ہے جب وہ گھر کے بالکل اندر ہو۔

پردہ شرعی کا لحاظ رکھنا ہر عورت پر فرض ہے، اس کے تین درجے ہیں، سب سے پہلا درجہ یہ ہے کہ عورت گھر کے اندر ہی رہے، بلا ضرورت گھر سے باہر نہ نکلے، ان کی تخلیق گھریلو کاموں کے لیے ہوئی ہے، انہی میں وہ مشغول رہیں، ارشادِ بانی ہے: وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ. (الاحزاب: ۳۳) اور اپنے گھروں میں قرار کے ساتھ رہو، اور اگر گھر میں رہتے ہوئے کوئی اجنبی آجائے اور اس کو کوئی سامان دینے کی ضرورت پڑے تو پردے کے پیچھے ہی سے وہ چیز اس کو دے، اس کے سامنے نہ آئے۔ (الاحزاب: ۵۳) اسی طرح بات کی ضرورت پیش آئے تو اکھڑے لہجے میں بات کرے، آواز میں ایسی دلکشی اور شیرینی نہ ہو کہ اجنبی کے دل میں کوئی باطل امنگ پیدا ہو۔ (الاحزاب: ۳۲)

حضرت ام حمید رضی اللہ عنہا کو بڑا شوق تھا کہ وہ نماز کے لیے مسجد نبوی آ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کی سعادت حاصل کریں، چنانچہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر میں ہی نماز پڑھنے کی ہدایت فرمائی، اس حکم پر انہوں نے زندگی بھر عمل کیا، گھر کے بالکل اندر ایک کونے میں نماز پڑھتی تھیں جہاں روشنی نہیں پہنچتی تھی اور اندھیرا چھایا رہتا تھا۔ (مسند احمد، رقم: ۲۷۰۹۰) حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا صرف حج و عمرہ کے لیے ہی گھر سے باہر نکلیں؛ ورنہ پوری زندگی گھر میں گزار دی، حتیٰ کہ موت کے

دن ہی ان کا جنازہ گھر سے نکلا۔ (تفسیر قرطبی ۱۲/۱۸۱) حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ بہترین عورتیں کون ہیں؟ آپ نے جواب دیا: جو نہ اجنبیوں کو دیکھیں اور نہ کوئی اجنبی ان کو دیکھے۔ (حلیۃ الاولیاء ۲/۴۰)

آج کے ماحول پر نظر دوڑائیں تو بازاروں میں اور دیگر عوامی مقامات پر خواتین کا ہجوم ہوتا ہے، روزانہ یا کم از کم ہفتے میں ایک بار شاپنگ کے نام پر بازار کی یا تفریح کے بہانے تفریحی مقامات کی سیر کی جاتی ہے اور دن کا اکثر حصہ گھر کے باہر گزار دیا جاتا ہے، سامان کی خریداری کی ضرورت کسی ایک عورت کو ہوتی ہے؛ مگر وہ ساتھ میں مزید دس عورتوں کو لے جاتی ہے، حد تو یہ ہے کہ بازار میں ٹھہر کر کھایا پیا جاتا ہے، یہ بہت ہی افسوس ناک اور قابل اصلاح پہلو ہے، قرآنی حکم اور صحابیات کی زندگی سے عبرت حاصل کرتے ہوئے بلا ضرورت گھر سے باہر نہ نکلنے کو خود پر لازم کر لینا چاہیے۔

حدیث نمبر ۳۲

پردہ شرعی کا دوسرا درجہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں:

صِنْفَانِ مِنَ أَهْلِ النَّارِ لَمْ أَرَهُمَا، قَوْمٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَأَذْنَابِ الْبَقَرِ يَضْرِبُونَ بِهَا النَّاسَ، وَنِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَّاتٌ مُمِيلَاتٌ، مَائِلَاتٌ، رُءُوسُهُنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُحْتِ الْمَائِلَةِ، لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ، وَلَا يَجِدْنَ رِيحَهَا، وَإِنَّ رِيحَهَا لَيُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ كَذَا وَكَذَا. (مسلم، رقم: ۲۱۲۸)

ترجمہ: دوزخیوں کی دو قسمیں ہیں جن کو میں نے نہیں دیکھا، ایک تو وہ لوگ جن کے پاس بیلوں کی دموں کی طرح کے کوڑے ہیں، وہ لوگوں کو اس سے مارتے ہیں، دوسری قسم: وہ عورتیں جو پہنتی ہیں؛ مگر تنگی ہیں (بعض اعضاء برہنہ ہوں، جیسے: چہرہ، ہاتھ، بازو اور پیٹھ وغیرہ کھلے ہیں، یا لباس تنگ و چست ہو کہ جسم کے خدو خال واضح ہو رہے

ہوں، یا اتنا باریک لباس ہو کہ اندرون جھلک رہا ہو (سیدھی راہ سے بہکانے والی، خود بہکنے والی، ان کے سر بختی (اونٹ کی ایک قسم ہے) اونٹ کی کوہان کی طرح ایک طرف جھکے ہوئے، وہ جنت میں نہ جائیں گی؛ بلکہ اس کی خوشبو بھی ان کو نہ ملے گی حالانکہ جنت کی خوشبو اتنے اتنے (لمبے) فاصلے سے آرہی ہوگی۔

جب عورت کو ایسی ضرورت پیش آجائے کہ اگر وہ گھر سے باہر نہ نکلے تو غیر معمولی نقصان یا حرج لاحق ہوگا تو اس وقت گھر سے نکلنے کی اجازت ہے۔ (بخاری، رقم: ۴۷۹۵) ایسی صورت میں پردہ شرعی کا دوسرا درجہ یہ ہے کہ اس کا سارا جسم حتیٰ کہ چہرہ، دونوں ہتھیلیاں اور دونوں قدم مستور اور کپڑے سے ڈھکے ہوں، قرآن کہتا ہے: يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِئِهِنَّ. (الاحزاب: ۵۹) (اے نبی! تم اپنی بیویوں، اپنی بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی چادریں اپنے (منہ کے) اوپر جھکا لیا کریں۔) اور یہ حجاب اور برقعہ زیب وزینت والا نہیں؛ بلکہ سادہ ہو، گویا میلہ اچھلا نظر آئے جس کی جانب مردوں کا التفات نہ ہو۔ (ابوداؤد، رقم: ۵۶۱۵) بیچ راستے میں نہ چلیں، کنارے پر چلیں۔ (صحیح ابن حبان، رقم: ۵۶۰۱) نگاہیں نیچی رکھیں۔ (النور: ۳۱) خوشبو لگا کر نہ نکلیں۔ (ابوداؤد، رقم: ۴۱۷۳) بن سنور کر نہ نکلیں۔ (الاحزاب: ۳۳) بن سنور کر نکلنا ہی بنی اسرائیل پر لعنت کا سبب بنا تھا۔ (ابن ماجہ، رقم: ۴۰۰۱)

زمانہ اتنا بگڑ چکا ہے کہ عورتیں گھر میں تو معمولی کپڑوں میں رہتی ہیں؛ لیکن جیسے ہی بازار جانا ہوتا ہے یا کسی تقریب میں شرکت کرنی ہوتی ہے تو بن ٹھن کر نکلتی ہیں، اور کپڑے اور میک اپ کو درست رکھنے کے لیے برقعہ نہیں پہنتیں، اور اگر کسی کو برقعہ پہننے کی توفیق مل جائے تو وہ برقعہ ایسا پرکشش اور خوب صورت ہوتا ہے کہ اس کے لیے ایک اور برقعے کی ضرورت ہے، ہر عورت کو چاہیے کہ وہ مذکورہ احکامات کو اور بے پردگی کی وعیدوں کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی زندگی کی اصلاح کرے۔

پردہ شرعی کا تیسرا درجہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں:

أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ، دَخَلَتْ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهَا ثِيَابٌ رَفَاقٌ، فَأَعْرَضَ عَنْهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ: يَا أَسْمَاءُ، إِنَّ الْمَرْأَةَ إِذَا بَلَغَتِ الْمَحِيضَ لَمْ تَصْلُحْ أَنْ يُرَى مِنْهَا إِلَّا هَذَا وَهَذَا وَأَشَارَ إِلَى وَجْهِهِ وَكَفِّهِ. (ابوداؤد، رقم: ۴۱۰۴)

ترجمہ: حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں، اس حال میں وہ باریک کپڑے پہنے ہوئی تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرہ پھیر لیا اور فرمایا: اے اسماء! جب عورت بالغ ہو جائے تو چہرہ اور ہتھیلیوں کے علاوہ کچھ اور نظر نہیں آنا چاہیے۔

پردہ شرعی کا تیسرا اور ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ عورت جب گھر سے باہر نکلے تو سارا بدن مستور ہو، صرف چہرہ اور ہتھیلیاں کھلی ہوں۔ (النور: ۳۱) لیکن یہ اس وقت ہے جب فتنے کا اندیشہ نہ ہو، اور یہ صرف بوڑھی عورتوں میں ہے کہ وہاں فتنے کا اندیشہ نہیں۔ (النور: ۶۰) اس لیے فقہاء نے جوان عورتوں کو چہرہ کھولنے سے منع کیا ہے۔ (شامی ۴۰۶/۱) اور متعدد احادیث بھی اس پر دلالت کرتی ہیں، جیسا کہ واقعہ افک میں حضرت صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ کی نظر جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر۔ جب کہ وہ آرام فرما رہی تھیں۔ پڑی تو انہوں نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا، اس کو بیان کرتے ہوئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ انہوں نے مجھے اس لیے پہچان لیا کہ حجاب کا حکم نازل ہونے سے پہلے مجھے دیکھا تھا۔ (بخاری، رقم: ۴۱۴۱) معلوم ہوا کہ چہرہ بھی چھپایا جاتا تھا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ (سورہ احزاب کی آیت نمبر ۵۹ کے تحت) فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو حکم دیا ہے کہ جب وہ گھر سے باہر نکلیں تو چہرے پر بھی کپڑا ڈال لیں اور صرف ایک آنکھ کھلی رکھیں۔ (تفسیر ابن کثیر ۶/۲۲۵)

حاصل یہ کہ پردہ کا تیسرا درجہ صرف بوڑھی عورت کے حق میں ہے؛ ورنہ جوان

عورتوں کا یہ پردہ نہیں؛ بلکہ بے پردگی ہے، موجودہ دور کا ایک بڑا فتنہ یہ بھی ہے کہ عورتیں حجاب تو پہن لیتی ہیں؛ لیکن چہرہ نہیں چھپاتیں، یا صرف ماسک لگا لیتی ہیں، اور اس کو گناہ نہیں سمجھتیں، حالاں کہ چہرہ کھلا رکھنا ناجائز اور بہت بڑا گناہ ہے، اور اس کو دیکھ کر اگر کوئی لطف اندوز ہو تو اس کو گناہ ملے گا ہی، ساتھ ہی یہ عورت بھی گنہگار اور مستحق لعنت ہوگی۔

(شعب الایمان، رقم: ۷۳۹۹)

حدیث نمبر ۳۴

اجنبی مردوں سے میل جول نہ رکھیے

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں:

إِيَّاكُمْ وَالذُّخُولَ عَلَى النِّسَاءِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَفَرَأَيْتَ الْحَمُو؟ قَالَ: الْحَمُو الْمَوْتُ. (بخاری، رقم: ۵۲۳۲)

ترجمہ: تم عورتوں کے پاس جانے سے گریز کرو، ایک انصاری نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیا عورت کے پاس اس کے شوہر کے قریبی رشتے دار بھی نہ آئیں؟ فرمایا: وہ تو موت ہیں۔

معاشرے میں فحاشی اور بے حیائی کی روک تھام کے لیے ایک اہم اصول یہ ہے کہ مرد و عورت کے آزادانہ میل جول پر پابندی لگائی جائے، اللہ تعالیٰ نے جہاں جنس مخالف کی جانب رغبت و میلان کا جذبہ رکھا وہیں ایسے راستوں پر روک لگا دی جن سے گزرنا زنا تک پہنچا دے، چنانچہ پردے کے حکم کے ساتھ ساتھ یہ بھی ممنوع قرار دیا گیا کہ عورتیں اجنبی مردوں کے ساتھ خلوت اور تنہائی میں نہ بیٹھیں، حدیث میں ہے کہ جب بھی کوئی عورت کسی اجنبی کے ساتھ تنہائی میں ہوتی ہے تو تیسرا شیطان ہوتا ہے۔ (ترمذی، رقم: ۲۱۶۵) جو آتش شہوت کو بڑھا کر دونوں کو زنا میں مبتلا کر دیتا ہے، ہر صبح دو فرشتے آواز

لگاتے ہیں: مردوں کی ہلاکت عورتوں کی وجہ سے اور عورتوں کی ہلاکت مردوں کی وجہ سے ہے۔ (ابن ماجہ، رقم: ۳۹۹۹) اور یہ کوئی نظریاتی بات نہیں ہے؛ بلکہ جہاں جہاں خلوتیں میسر ہوتی ہیں وہاں زنا کو فروغ ملتا ہے، ان کالجوں اور آفسوں میں جا کر دیکھا جائے جہاں مرد و عورت آزادانہ ملتے اور تنہائی اختیار کرتے ہیں، کتنی عورتوں کا دامن محفوظ ہے! گھروں میں شوہر کے دوستوں کے سامنے بیوی کی بے پردگی کا کتنا بھیانک انجام ہوتا ہے! بیوی کس طرح شوہر کے دوست کے ساتھ منہ کالا کر لیتی ہے! ان آشرموں اور جھوٹے عاملوں کے اڈوں کو جا کر دیکھا جائے جہاں بظاہر ایک مقدس تعلق ہوتا ہے؛ لیکن آگے جا کر وہ کس طرح کے تعلقات میں تبدیل ہوتا ہے اس کی خبریں آئے دن اخبارات میں چھپتی رہتی ہیں۔

پھر اجنبی سے مراد صرف وہ نہیں ہے جس سے کوئی رشتہ نہ ہو؛ بلکہ ہر وہ رشتہ دار اجنبی ہے جو محرم نہ ہو؛ لہذا دیور، بہنوئی، چچا زاد، ماموں زاد، پھوپھی زاد وغیرہ ہر کسی سے پردہ لازم ہے، یہی خاندان کے حق میں بہتر ہے؛ ورنہ بے پردگی اور بلا روک ٹوک خلوتوں سے خاندان برباد ہو جاتا ہے اور اجڑ جاتا ہے، سالی کے بہنوئی کے ساتھ اور بھابھی کے دیور کے ساتھ حرام تعلقات کی اتنی کثرت ہو چکی ہے کہ معاشرے میں یہ رشتہ بے حیائی کی مثال بن چکا ہے۔

ایسی کار میں اکیلے سفر نہیں کرنا چاہیے جس کا ڈرائیور مرد ہو، جہاں جہاں خلوت کا اندیشہ ہے وہاں غیرت و حیا کا ثبوت دیتے ہوئے جانے سے گریز کرنا چاہیے، اگر ضروری ہو تو محرم کو ساتھ لے جانا چاہیے۔

نکاح سنت کے مطابق کیجیے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتی ہیں:

النِّكَاحُ مِنْ سُنَّتِي، فَمَنْ لَمْ يَعْمَلْ بِسُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي. (ابن ماجہ، رقم: ۱۸۴۶)
ترجمہ: نکاح میری سنت ہے، جو شخص میری سنت پر عمل نہ کرے اس کا مجھ سے تعلق نہیں۔
اسلام میں نکاح کو بڑی اہمیت حاصل ہے، یہ انبیاء علیہم السلام کی سنت رہی ہے۔ (الرعد: ۳۸)
بے نکاحی زندگی کو ناپسند کہا گیا۔ (شرح السنہ للبخاری، رقم: ۴۸۴) نکاح سے ذہنی و قلبی سکون ملتا ہے، عفت و پاک دامنی حاصل ہوتی ہے اور شہوت و نفسانیت پر کنٹرول رہتا ہے۔
(بخاری، رقم: ۱۹۰۵) نسل انسانی کی بقا بھی اسی سے ہے۔ (البقرہ: ۱۸۷) اس لیے اس اہم کام کو بلوغ کے بعد جتنا جلد ہو سکے انجام دینے کی کوشش کرنی چاہیے، اچھے بھلے شخص کا اگر رشتہ آجائے جو دین دار اور بااخلاق ہو تو نکاح کر دینا چاہیے، تعلیم کے مکمل نہ ہونے یا عمر کم ہونے کا بہانہ کر کے یا جہیز کی تیاری کے نام پر نکاح میں تاخیر کرنا معاشرے میں فتنہ و فساد کا سبب بنتا ہے۔ (ابن ماجہ، رقم: ۱۹۶۷)

حدیث میں کہا گیا: سب سے بابرکت نکاح وہ ہے جس میں خرچ کم آئے۔ (مسند احمد، رقم: ۲۴۵۲۹) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جتنے بھی نکاح فرمائے ہیں ان میں تکلفات کا اہتمام نہیں کیا گیا؛ بلکہ جتنی وسعت تھی اس کے مطابق عقد نکاح ہوا۔ (بخاری، باب الولیمة)
آج کل نکاح کو بہت ہی مشکل بنا لیا گیا ہے، منگنی، جوڑے، جہیز، برات، دولہا دولہن کے حد سے زیادہ مہنگے کپڑے، برات، عقد نکاح کی دعوت وغیرہ رسومات و رواج اس طرح جڑ پکڑ چکے ہیں کہ جب تک آدمی کے پاس اتنے کاموں کے لیے ایک معتد بہ رقم جمع نہیں ہو جاتی وہ اپنے بچوں کا نکاح کرنے پر آمادہ نہیں ہوتا، چاہے بچے پچیاں جوانی کے آخری مراحل تک پہنچ چکے ہوں اور بڑھاپے کی دہلیز پر قدم رکھنے والے ہوں، پھر ان اخراجات کے لیے حرام طریقے بھی اختیار کرتا ہے، لوگوں سے قرضے بھی لیتا ہے اور

شادی کے بعد ان کو ادا نہ کرنے کی وجہ سے ذلیل و خوار بھی ہوتا ہے۔
یہ سب اسلامی تعلیمات سے ناواقفیت کی بات ہے، نکاح کو بہت ہی آسان بنایا گیا ہے؛ اس لیے اس کو آسان طریقے سے کم خرچ میں انجام دینے کی کوشش کرنی چاہیے، خاص طور پر عورتوں کو اپنا رویہ بدلنے کی سخت ضرورت ہے، وہی بلا وجہ رسوم و رواج پر ابھارتی ہیں اور نہ کرنے پر ناراض ہونے وغیرہ کی دھمکی دیتی ہیں، اللہ تعالیٰ شریعت کے مطابق نکاح کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

☆☆☆☆☆

نمبر بنی سوالات

- سوال ۱: عورت اپنے رب کے سب سے زیادہ قریب کب ہوتی ہے؟
سوال ۲: بہترین عورتیں کون ہیں؟
سوال ۳: پردہ شرعی کا پہلا درجہ کیا ہے؟
سوال ۴: جنت کی خوشبو کن عورتوں کو نہیں ملے گی؟
سوال ۵: ضرورت کے وقت گھر سے باہر نکلنے کی صورت میں کن امور کی رعایت ہونی چاہیے؟
سوال ۶: چہرہ کا کھلا رکھنا کیسا ہے؟
سوال ۷: اجنبی مردوں سے میل جول رکھنے کے نقصانات کا ذکر کریں۔
سوال ۸: شوہر کے رشتے دار محرم ہیں یا غیر محرم؟ اور ان سے پردہ ضروری ہے یا نہیں؟
سوال ۹: نکاح کے فوائد لکھیں۔
سوال ۱۰: بابرکت نکاح کون سا ہے؟ اور آج کل کی شادیوں میں برکت کیوں نہیں ہے؟

شوہر کی خدمت و اطاعت کیجیے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں:

أَلَا أُخْبِرُكَ بِخَيْرِ مَا يَكْنِزُ الْمَرْءُ؟ الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ، إِذَا نَظَرَ إِلَيْهَا سَرَّتَهُ، وَإِذَا أَمَرَهَا أَطَاعَتْهُ، وَإِذَا غَابَ عَنْهَا حَفِظَتْهُ. (ابوداؤد، رقم: ۱۶۶۴)

ترجمہ: کیا میں تمہیں آدمی کے لیے سب سے بہترین خزانہ نہ بتاؤں؟ وہ نیک عورت ہے، کہ جب شوہر اس کی جانب دیکھے تو وہ اس کو خوش کر دے، اس کو کسی کام کے لیے کہے تو اسے فوراً کر دے، جب گھر میں موجود نہ ہو تو گھر کی حفاظت کرے۔

شوہر کا شریعت اسلامی میں بڑا مقام و مرتبہ ہے، اس کو قَوَّام (نگران اور سرپرست) بنایا گیا ہے۔ (النساء: ۳۴) حدیث میں ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کے سامنے سجدہ کرنے کی اجازت ہوتی تو میں عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں۔ (ترمذی، رقم: ۱۱۵۹) شوہر کو راضی رکھنا عورت کی ذمہ داری ہے، جس عورت کی رات اس حالت میں گزرے کہ شوہر اس سے ناراض ہو تو اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ (ترمذی، رقم: ۳۵۸) شوہر کی رضا جوئی اتنی اہم ہے کہ بیوی اگر اس حال میں انتقال کر جائے کہ اس کا شوہر اس سے خوش تھا تو اس کو جنت کی بشارت دی گئی ہے۔ (ترمذی، رقم: ۱۱۶۱) شوہر کی نافرمانی اور اس کے احسانات کی ناشکری جہنم میں جانے کا سبب بنتی ہے، شوہر کو ہمیشہ عار دلاتے رہنا کہ تم نے مجھے دیا ہی کیا ہے یہ جہنمی عورت کی نشانی ہے۔ (بخاری، رقم: ۲۹) شوہر بیوی کو بستر پر بلائے اور عورت بلا عذر آنے سے انکار کر دے تو اس سے اللہ ناراض ہو جاتے ہیں اور فرشتوں کی لعنت برستی ہے۔ (بخاری، رقم: ۳۲۳۷ و مسلم، رقم: ۱۴۳۶) آج میریٹیل ریپ کے نام پر شوہر کا حق چھیننے والی عورتیں ذرا اس کے انجام پر بھی نظر کر لیں، شوہر بیوی کے لیے جنت بھی ہے جہنم بھی، اگر عورت جنت چاہتی ہے تو شوہر کے حقوق ادا کرے؛ ورنہ کوتاہی جہنم جانے کا سبب بنے گی۔ (موطا امام محمد، رقم: ۹۵۲)

شوہر کے مقام و مرتبہ کو سمجھتے ہوئے عورت کو چاہیے کہ اس کے حقوق کو ادا کرنے کی کوشش کرے، دل میں شوہر کی عظمت، احترام اس کے حکم کی اطاعت کرے، بلا اجازت گھر سے باہر نہ جائے، تنہائی کی باتوں کو راز رکھے، شوہر کے گھر اور مال کی حفاظت کرے، شوہر کے رشتے داروں کا احترام کرے، شوہر کو راحت و سکون پہنچانے کی سعی کرے، دل سے خدمت کرے، بے جافرمانشیں نہ کرے۔

حدیث نمبر ۳۷

اولاد کی دینی تربیت پر توجہ دیجیے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

حَبِّزْ نِسَاءَ رُكْبَنِ الْإِبِلِ صَالِحُ نِسَاءٍ فُرَيْشٍ، أَحْنَاهُ عَلَى وَلَدٍ فِي صِغَرِهِ، وَأَرْعَاهُ عَلَى زَوْجٍ فِي ذَاتِ يَدِهِ. (بخاری، رقم: ۵۰۸۲)

ترجمہ: اونٹ کی سواری کرنے والی عورتوں (یعنی عرب کی عورتوں) میں سب سے بہتر قریش کی نیک عورتیں ہیں جو بچوں پر زیادہ مہربان اور شوہر کے مال و اسباب کی زیادہ محافظ ہیں۔

بچوں کی تربیت میں ماں کا کردار بے حد اہم ہوتا ہے؛ کیوں کہ بچے کا زیادہ تر وقت ماں کے ساتھ ہی گزرتا ہے، اگر ماں کے اخلاق و عادات درست ہوں گے تو بچے کے اندر بھی وہ یہ صفات منتقل کر سکے گی اور اگر اس کے اخلاق ہی خراب ہوں گے تو بچہ بھی بگڑ جائے گا؛ اس لیے بچوں کی تربیت میں سب سے پہلے ماں کو خود اپنے اندر صلاح و تقویٰ پیدا کرنا ضروری ہے، ایسی بھی مائیں گزری ہیں جو حمل کے زمانے میں با وضو رہتی اور قرآن کی تلاوت کرتی تھیں، با وضو بسم اللہ پڑھ کر دودھ پلانے کا اہتمام کرتی تھیں تو ان کے بچے بھی آگے چل کر اولیاء اللہ بنتے تھے، آج حمل و رضاعت کے ایام ناپاکی و

غفلت کی حالت اور گناہ کے کاموں میں گزرتے ہیں جس کا برا اثر بچے پر بھی پڑتا ہے۔
 بچوں کو اچھی تربیت دینا ایک دینی فریضہ ہے، حدیث میں بچوں کے اکرام اور تربیت کی تلقین کی گئی ہے۔ (ابن ماجہ، رقم: ۳۶۷۱) اس کی انجام دہی میں کوتاہی سے آخرت میں پوچھ ہوگی۔ (بخاری، رقم: ۲۴۰۹) صحیح تربیت کی وجہ سے زندگی میں بھی اولاد آنکھوں کی ٹھنڈک بنتی ہے اور موت کے بعد بھی ثواب جاریہ کا ذریعہ بنتی ہے۔ (مسلم، رقم: ۱۶۳۱) ورنہ یہی اولاد قیامت میں رب کے حضور والدین کو دو گنا عذاب دینے کا مطالبہ کرے گی۔ (الاحزاب: ۶۷)

تربیت شفقت و مہربانی کے ساتھ کرنی چاہیے، قریش کی عورتوں کو اسی وصف کی بنا پر بہترین قرار دیا گیا کہ وہ اپنے بچوں کے ساتھ شفقت کرتی ہیں، آج کل دیکھا جاتا ہے کہ مائیں بے تحاشا اپنے بچوں کو مارتی پیٹتی ہیں، یہ بہت ہی مذموم اور بچوں کو والدین سے دور کر دینے والا عمل ہے، بد دعا سے بھی بچنا ضروری ہے، پتہ نہیں کون سی گھڑی مقبولیت کی ہو اور اس بد دعا کی وجہ سے آپ کا بیٹا کسی حادثے کا شکار ہو جائے۔ (مسلم، رقم: ۳۰۰۹)

بچوں کے اندر عقیدہ توحید کو مضبوط کیا جائے، اللہ تعالیٰ کی عظمت بٹھائی جائے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت پیدا کی جائے، سیرت نبوی، سیرت صحابہ اور سوانح اولیاء سے اچھے واقعات کہانیوں کی شکل میں سنائے جائیں، کارٹون یا بے کار گیمز سے حتی الامکان دور رکھا جائے، بری صحبت اور بری عادات سے بچایا جائے۔

طلاق و خلع میں جلد بازی نہ کیجیے

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ إِبْلِيسَ يَضَعُ عَرْشَهُ عَلَى الْمَاءِ، ثُمَّ يَبْعَثُ سَرَايَاهُ، فَأَذْنَاهُمْ مِنْهُ مَنَزِلَةً
أَعْظَمُھُمْ فِتْنَةً، يَجِيءُ أَحَدُھُمْ فَيَقُولُ: فَعَلْتُ كَذَا وَكَذَا، فَيَقُولُ: مَا صَنَعْتَ
شَيْئًا، قَالَ ثُمَّ يَجِيءُ أَحَدُھُمْ فَيَقُولُ: مَا تَرَكْتُهُ حَتَّى فَرَّقْتُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ امْرَأَتِهِ،
قَالَ: فَيُذْنِبُھِ مِنْهُ وَيَقُولُ: نَعَمْ أَنْتَ. (مسلم، رقم: ۲۸۱۳)

ترجمہ: ابلیس اپنا تخت پانی پر بچھاتا ہے، پھر اپنے لشکروں کو بھیجتا ہے، اُس کے قریب
جگہ اسی کو ملتی ہے جو فتنہ ڈالنے میں ان سے بڑا ہو، اُن میں سے ایک آتا ہے اور کہتا ہے
کہ میں نے یہ یہ کام کیا، تو شیطان کہتا ہے تو نے کوئی (بڑا) کام نہیں کیا، پھر ایک اور آتا
ہے اور کہتا ہے کہ میں نے میاں بیوی کو جدا کر کے ہی چھوڑا، شیطان اسے اپنے قریب کر
کے کہتا ہے: ہاں! تو نے بڑا کام کیا ہے۔

شریعت کی نگاہ میں نکاح ایک پاکیزہ، ٹھوس اور پائیدار رشتہ ہے، اسلام چاہتا ہے کہ
جن دوسروں نے نکاح کی صورت میں ایک ساتھ زندگی بسر کرنے اور ایک دوسرے کا
ساتھی بن کر رہنے کا عہد کیا ہے، وہ ہمیشہ اس پر قائم رہیں اور معمولی معمولی باتوں اور زندگی
کی چھوٹی چھوٹی الجھنوں کی وجہ سے اس رشتہ کی مضبوط بنیادوں کو ڈھانہ دیں۔

مگر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ کبھی طلاق ایک ضرورت اور مجبوری بن جاتی ہے، کسی
وجہ سے زندگی کی راہ پر ان دونوں کا ایک ساتھ چلنا ممکن نہیں ہوتا، اور حالات کچھ ایسے
ہو جاتے ہیں کہ ایک دوسرے سے جدا اور علاحدہ رہ کر زندگی بسر کرنا ہی دونوں کے لیے
سکون و چین اور اطمینان کا سامان ہوتا ہے، ان حالات میں شریعت اس کی اجازت دیتی
ہے؛ لیکن کسی ضرورت اور مجبوری کے بغیر لی اور دی جانے والی طلاق کو سب سے
ناپسندیدہ اور قابل نفرت عمل قرار دیا گیا ہے۔ (ابوداؤد، رقم: ۲۱۷۸) شوہر کے نشوز کے

بغیر اس سے خلع مانگنے والی اور طلاق کا مطالبہ کرنے والی عورت کو منافق اور ان پر جنت کی خوشبو کو حرام قرار دیا گیا ہے۔ (ترمذی، رقم: ۱۱۸۶۱ و ابوداؤد، رقم: ۲۲۲۶)

اس لیے ہر عورت کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ شوہر کے حقوق کی پوری ادائیگی کی کوشش کرے، اس کی راحت و سکون کا خیال رکھے، اگر کوئی نا اتفاقی ہو جاتی ہے تو ختم کرنے کی کوشش کرے، حتیٰ المقدور رشتے کی ڈور کو ٹوٹنے نہ دے، ماں، دیگر رشتہ دار اور سہیلیوں کی باتوں میں آکر شوہر سے جن عورتوں نے طلاق کا مطالبہ کیا ہے انہوں نے اپنا گھر تو برباد کیا ہی ہے، ساتھ ہی ان کی زندگی اجیرن ہو گئی ہے اور وہ تاحیات اس پر بچھتا رہی ہیں۔

حدیث نمبر ۳۹

رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کیجیے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں:

إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ الْخَلْقَ، حَتَّى إِذَا فَرَّغَ مِنْ خَلْقِهِ، قَالَتِ الرَّحْمُ: هَذَا مَقَامُ الْعَائِدِ بِكَ مِنَ الْقَطِيعَةِ، قَالَ: نَعَمْ، أَمَا تَرْضَيْنَ أَنْ أَصِلَ مَنْ وَصَلَكِ، وَأَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكَ؟ قَالَتْ: بَلَى يَا رَبِّ، قَالَ: فَهُوَ لَكَ. (بخاری، رقم: ۵۹۸۷)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ جب مخلوق کی تخلیق سے فارغ ہوئے تو رحم نے کہا: یہ قطع رحمی سے تیری پناہ مانگنے کا مقام ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہاں! کیا تو اس بات سے راضی نہیں کہ جو تجھے جوڑے گا اسے میں جوڑوں گا، اور جو تجھے توڑے گا اسے میں توڑوں گا، رحم نے کہا: کیوں نہیں! (میں اس سے راضی ہوں) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تو اب ایسے ہی ہوگا۔

صلہ رحمی اور رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کی اسلام میں بڑی اہمیت ہے، یہ متقی اور پرہیزگار لوگوں کا شعار ہے۔ (الرعد: ۲۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خاص وصف رہا ہے۔ (بخاری، رقم: ۲) صلہ رحمی کی وجہ سے رزق میں فراخی، عمر میں برکت اور باہمی محبت پیدا ہوتی ہے۔ (ترمذی، رقم: ۱۹۷۹) حتیٰ کہ کافر رشتہ دار کے ساتھ بھی اچھا سلوک کرنے کی

تعلیم ہے، ہجرت کے بعد حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کے پاس ان کی والدہ جو مشرکہ تھیں آئیں، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسماء رضی اللہ عنہا کو ماں کے ساتھ حسن سلوک کی ہدایت فرمائی۔ (مسلم، رقم: ۱۰۰۳)

اور جو لوگ رشتے داری کا خیال نہیں رکھتے اور قرابت داروں کے ساتھ برا سلوک کرتے ہیں ان پر لعنت کی گئی ہے۔ (محمد: ۲۳) اس قوم پر رحمت نہیں اترتی جس میں قطع رحمی کرنے والا ہو۔ (شعب الایمان، رقم: ۷۵۹۰) ایسا شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ (بخاری، رقم: ۵۹۸۴) بلکہ جنت کی خوشبو تک نہ پائے گا۔ (معجم اوسط، رقم: ۵۶۶۴) صلہ رحمی صرف یہی نہیں کہ جو ہمارے ساتھ اچھا سلوک کرے ہم بھی اس کے ساتھ بہتر سلوک کریں؛ بلکہ حقیقی صلہ رحمی تو یہ ہے کہ قطع رحمی کرنے والے کے ساتھ بھی صلہ رحمی ہو، توڑنے والے کے ساتھ بھی جوڑ ہو۔ (بخاری، رقم: ۵۹۹۱)

صلہ رحمی کی صورتیں: رشتہ داروں سے ملاقات کرتے رہیں، ان سے حال احوال پوچھتے رہیں، ٹیلی فون کے ذریعے رابطے میں رہا جائے، خاندان کے بڑوں کی عزت اور چھوٹوں پر شفقت کی جائے، چھوٹی موٹی باتوں کو اپنی آنا کا مسئلہ نہ بنالیا جائے، خاندان کے غریب افراد پر صدقہ کیا جائے، گھر میں ملنے کے لیے آنے والے رشتہ دار کا اچھی طرح استقبال کیا جائے، جس حد تک ممکن ہو ان کی خدمت کر کے خوشی محسوس کی جائے، خوشی اور غمی کے مواقع پر ان کے ساتھ شامل ہوا جائے، باہمی محبت میں تحائف بڑی اہمیت رکھتے ہیں، تحفہ خواہ کیسا ہی ہو خوش دلی سے قبول کرنا چاہیے۔ (ترمذی، رقم: ۲۱۳۰)

بالخصوص بیوی کو شوہر کے رشتے داروں کا احترام اور ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا چاہیے، شوہر کا جذباتی اور قریبی رشتہ اپنی والدہ سے ہوتا ہے، بیوی کو بھی چاہیے کہ اس کا لحاظ کرتے ہوئے اپنی ساس کو کسی قسم کی تکلیف پہنچنے نہ دے، نیز ساس کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی بہو کو بیٹی کا درجہ دے، اس طرح گھر میں ایک خوش گوار ماحول قائم ہو سکتا ہے۔

علم حاصل کیجیے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں:
 طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ. (ابن ماجہ، رقم: ۲۲۴)
 ترجمہ: علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔

ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے کہ اسلام کے عقائد صحیحہ کا علم حاصل کرے اور طہارت نجاست کے احکام سیکھے، نماز روزہ اور تمام عبادات جو شریعت نے فرض و واجب قرار دی ہیں ان کا علم حاصل کرے، جن چیزوں کو حرام یا مکروہ قرار دیا ہے ان کا علم حاصل کرے، جس شخص کے پاس بقدر نصاب مال ہو اس پر فرض ہے کہ زکوٰۃ کے مسائل و احکام معلوم کرے، جس کو حج پر قدرت ہے اس کے لیے فرض عین ہے کہ حج کے احکام و مسائل معلوم کرے، جس کو بیع و شراء کرنا پڑے یا تجارت و صنعت یا مزدوری و اجرت کے کام کرنے پڑیں اس پر فرض عین ہے کہ بیع و اجارہ وغیرہ کے مسائل و احکام سیکھے، جب نکاح کرے تو نکاح کے احکام و مسائل اور طلاق کے احکام و مسائل معلوم کرے، غرض جو کام شریعت نے ہر انسان کے ذمہ فرض و واجب کیے ہیں ان کے احکام و مسائل کا علم حاصل کرنا بھی ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے، علم تصوف بھی فرض عین میں داخل ہے... اس جگہ فرض عین سے مراد اس کا صرف وہ حصہ ہے جس میں اعمال باطنہ فرض و واجب کی تفصیل ہے، مثلاً عقائد صحیحہ جس کا تعلق باطن سے ہے یا صبر، شکر، توکل، قناعت وغیرہ ایک خاص درجے میں فرض ہیں، یا غرور و تکبر، حسد و بغض، بخل و حرص دنیا وغیرہ جو از روئے قرآن و سنت حرام ہیں، ان کی حقیقت اور اس کے حاصل کرنے یا حرام چیزوں سے بچنے کے طریقے معلوم کرنا بھی ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے، علم تصوف کی اصل بنیاد اتنی ہی ہے جو فرض عین ہے۔

علم کی روشنی سے گھر کی جہالت ختم ہوگی، اور یہ واضح ہے کہ گھروں میں جو بے دینی کی

فضا ہے، مختلف رسوم و راج خاص کر عورتوں میں جو پھیل چکے ہیں، اور وہ شریعت سے زیادہ ان رسوم کو اہمیت دیتی ہیں اور مردوں کو زبردستی کرنے کے لیے کہتی ہیں؛ ورنہ ناراض ہو جاتی ہیں یا تعلق ختم کر لیتی ہیں، ان سب کی بنیادی وجہ علم سے دوری ہے، ہر عورت پر لازم ہے کہ وہ مذکورہ تفصیل کے مطابق فرض عین علم ضرور حاصل کرے؛ ورنہ وہ ایک شرعی فریضہ چھوڑنے کی گنہگار ہوگی۔

علمائے کرام نے خواتین کی دینی تعلیم و تربیت کے لیے دینی مدارس بھی کھولے ہیں، مختصر کورس بھی رکھے ہیں، کیمپ بھی قائم کیے جاتے رہتے ہیں، آف لائن بھی ہے اور آن لائن بھی، ان سہولیات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہر عورت کو علم دین حاصل کرنے کی کوشش ضرور کرنا چاہیے۔

☆☆☆☆☆

نمبر نبی سوالات

- سوال ۱: سب سے بہترین خزانہ کیا ہے؟
- سوال ۲: شوہر کی خدمت و اطاعت پر چند سطریں لکھیں۔
- سوال ۳: قریش کی نیک عورتوں کو بہترین عورتیں کیوں قرار دیا گیا؟
- سوال ۴: بچوں کو مارنا یا بدعادینا کیسا ہے؟
- سوال ۵: ابلیس کس چیز پر سب سے زیادہ خوش ہوتا ہے؟
- سوال ۶: خلع میں جلد بازی کرنے کا کیا حکم ہے؟
- سوال ۷: رشتے داروں کے ساتھ حسن سلوک کی کیا اہمیت ہے؟
- سوال ۸: صلہ رحمی کس طرح کی جاسکتی ہے؟
- سوال ۹: کون سا علم حاصل کرنا فرض عین ہے؟
- سوال ۱۰: عورتوں کے دینی تعلیم یافتہ ہونے کے کیا فوائد ہیں؟

مآخذ و مراجع

- آسان ترجمہ قرآن، مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم
- معارف الحدیث، مولانا منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ، دارالاشاعت کراچی
- تحفہ خواتین، مولانا عاشق الہی بلند شہری رحمۃ اللہ علیہ، مکتبہ معارف القرآن کراچی
- شرح الربیعین نووی، مولانا عاشق الہی بلند شہری رحمۃ اللہ علیہ، الاتحاد الاسلامی العالمی
- اسلام کے تین بنیادی عقائد، مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ، سید احمد شہید اکیڈمی یوپی
- حقوق العباد، مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ، ترتیب: محمد اقبال قریشی مدظلہ، ادارہ اسلامیات کراچی
- التوحید الخالص، مفتی شعیب اللہ خان مفتاحی دامت برکاتہم، فیصل پبلیکیشنز دیوبند
- اسوہ صحابیات، مولانا عبدالسلام ندوی رحمۃ اللہ علیہ، مطبوعات خواتین لاہور
- خطبات سکھروی، مولانا عبدالرؤف سکھروی دامت برکاتہم، مکتبۃ الاسلام کراچی
- اسلام اور پڑوسی، مولانا سید ارشد مدنی دامت برکاتہم، اصلاح معاشرہ کمیٹی
- اسلام پر بے جا اعتراضات کے جوابات، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی مدظلہ، نعیمیہ دیوبند
- سفرۃ الواعظین، مفتی عادل عثمانی، مکتبہ عثمانیہ رانڈیٹ
- گلدستہ سنت، حافظ محمد ابراہیم مجددی نقشبندی، الکھف پبلیکیشنز
- اسلام کا نظام حج و عمرہ، جامعہ اسلامیہ دارالعلوم حیدرآباد
- خطبات مفتی محمد جمال الدین صاحب قاسمی دامت برکاتہم دارالعلوم حیدرآباد (غیر مطبوعہ)
- باحیا اور پاک دامن بنانے والی ۴۶ سنتیں، مفتی منیر احمد صاحب، المنیر فاؤنڈیشن
- پردہ کے تعلق سے متعدد کتابیں از حکیم الامت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ و مولانا نور احمد صاحب
- مفتی امجد صاحب و مفتی ابوبکر جابر صاحبان دامت برکاتہم
- ذی الحجہ اور قربانی کی فضیلت و اہمیت، مولوی محمد شعیب کڈپوی، کہف الایمان کڈپہ
- شوہر کے حقوق اور بیوی کی ذمہ داریاں، مولانا ہارون معاویہ، بیت العلوم لاہور
- رہنما اصول برائے ازدواجی زندگی، عبداللطیف قاسمی، جامعہ غیث الہدیٰ بنگلور
- بچوں کی تربیت سے متعلق چالیس احادیث، شیخ اسعد اعظمی، مکتبہ الفہم منونانہ بھجن یوپی
- متعدد ویب سائٹس